صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

فروری ۱۹۹۳ء

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی

(۱۸۸۹ء — ۱۹۶۵ء)

ع صد مُبارک کہ ماہِ صیام آگیا

"رمضان کا مہینہ مُبارک مہینہ ہے دُعاؤں کا مہینہ"

(حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ.....)

رمضان المُبارک نمبر

فروری ۱۹۹۳ء شعبان/رمضان ۱۴۱۳ھ

اس شمارے میں

روزہ کے بارہ میں ارشادات	مکرم داؤد احمد صاحب عابد	صفحہ ۳
مختلف مذاہب میں روزہ	مکرم نصیر احمد صاحب انجم	صفحہ ۱۱
برکات وفضائل رمضان	مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب	صفحہ ۱۵
رمضان کی تین اجتماعی عبادات	سید مبشر احمد صاحب ایاز	صفحہ ۲۳
رمضان اور تلاوت کلام پاک	مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب	صفحہ ۳۰
دعا اور روزہ	مکرم عبداللہ ولئیم صاحب	صفحہ ۳۶
احکام ومسائل رمضان	ادارہ خالد	صفحہ ۴۰
روزہ انسانی صحت کا محافظ	مکرم سید محمود احمد صاحب	صفحہ ۴۳
ماہ رمضان اور صدقات	اے۔ایچ۔آسی	صفحہ ۵۱
برکات افطاری وسحری	مکرم ظہیر احمد خان صاحب	صفحہ ۵۳

"وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" ۔ یوم مصلح موعود کی مناسبت سے خصوصی مقالہ
از قلم مکرم نصیر احمد صاحب انجم صفحہ ۵۷

اداریہ

رسید مژدہ کہ ایّامِ نو بہار آمد

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے لوگو! کل تم پر ایک بڑا عظمت والا مہینہ چڑھنے والا ہے۔ وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تہجد) کو خاص نفلی عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نفلی نیکی بجالاتا ہے تاکہ اسے قرب الٰہی نصیب ہو اس نے گویا دوسرے مہینوں میں فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے اس نے گویا کہ ستر سال کے فرائض ادا کر دیئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ یہ باہمی ہمدردی کا ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے۔ جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے روزہ دار ہی کی طرح ثواب ملتا ہے۔ ہاں روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ایک شخص کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کرا سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو دیتا ہے جو کسی روزہ دار کی افطاری دودھ کے گھونٹ سے یا کھجور سے یا پانی کے گھونٹ سے کرواتا ہے۔ ہاں جو روزہ دار کو پوری طرح سیر کرتا ہے اس کو تو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت، درمیانی مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے غلام یا خادم کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا"۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

روزہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات
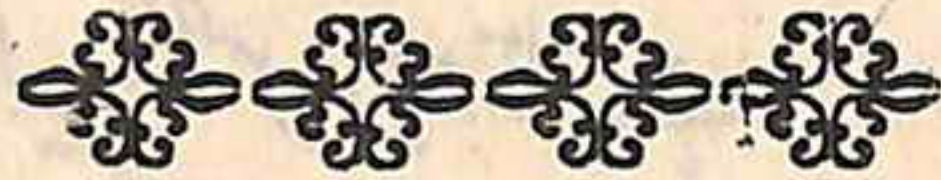
(مرتبہ:۔ مکرم داؤد احمد صاحب عابد)

روزہ اصطلاحی و شرعی اعتبار سے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مقررہ اوقات میں کھانے پینے اور مخصوص تعلقات سے رکنے کا نام ہے۔ لیکن جب غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ روزہ صرف کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی روزہ دل میں نیکی، ضبط نفس، تقویٰ، اخلاص اور انابت الی اللہ پیدا کرتا ہے۔ قربانی کے اعتبار سے یہ حواس خمسہ کی قربانیوں کا نچوڑ ہے۔ روحانی لحاظ سے روحانی بالیدگی کے حصول اور روحانی زندگی کے قیام کا ایک ذریعہ ہے۔ روزے سے انسان میں اپنے رب کے متعلق ایک جستجو پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً انسان اپنے رب سے قرب حاصل کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اور یوں تقویٰ کے حصول کی راہیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں جس سے روزہ عبادات سے بڑھ کر عبادات کا خلاصہ اور نچوڑ بلکہ معراج بن جاتا ہے۔ اور یہی وہ عبادت ہے جس میں ہر وہ عبادت جو ہر عاقل و بالغ انسان پر فرض ہے اپنی پوری کیفیات و سرور کے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ روزوں کا مہینہ ایسا مبارک مہینہ ہے کہ جس سے بڑھ کر روحانی تبدیلیوں کا کوئی موسم نہیں۔ آئیے اس کے بارے میں اپنے پیارے اور محبوب آئمہ کے اقوال سے اپنے قلب و روح کو منور کریں اور رمضان کے لئے اور رمضان کے بعد کی زندگی کا لائحہ عمل تیار کریں۔

حضرت مسیح موعود

• روزہ سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے　• ماہ رمضان تنویرِ قلب کا ذریعہ ہے

• گرمیاں دل بیمار کے لئے فرشتے روزے رکھتے ہیں، طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔

ماہِ رمضان تنویر قلب کا ذریعہ ہے

"شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس

مہینے کو تنویر قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز سے تزکیہ نفس اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس، سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے۔ بے شک روزں کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں"۔ (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا ہے

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا...... بالکل ابدی زندگی کا خیال چھوڑ دینا اپنے اوپر قہر الہی نازل کرنا ہے۔ مگر روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔ بد نصیب ہے وہ شخص جس کو جسمانی روٹی ملی مگر اس نے روحانی روٹی کی پرواہ نہیں کی۔ جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔ خدا سے فتح یاب ہونا چاہو کہ تمام دروازے اس کی توفیق سے کھلتے ہیں"۔ (بدر ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء)

گریاں دل بیمار کیلئے فرشتے روزے رکھتے ہیں

"میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کردے۔

جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت بھی دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ

اگر کسی شخص پر اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں گا اور پھر وہ بوجہ بیماری کے رکھ نہیں سکتا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"۔

(الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی

فرمایا "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(فرمودہ ۴ جنوری ۱۹۰۱ء۔ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

- رمضان میں تقویٰ کا سبق ملتا ہے۔
- روزہ سے انسان قربِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:-

"رمضان میں تقویٰ کا سبق یوں ملتا ہے سخت سے سخت ضرورتیں بھی جو بقائے نفس اور نسل کے لئے ضروری ہیں ان کو بھی روکنا پڑتا ہے۔ بقائے نفس کے لئے کھانا پینا ضروری چیزیں ہیں اور بقائے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ایک ضروری شے ہے۔ مگر رمضان میں کچھ عرصہ کے لئے یعنی دن بھر ان ضرورتوں کو خدا کی رضامندی کی خاطر چھوڑنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ سبق سکھایا ہے کہ جب انسان بڑی ضروری خواہشوں اور ضرورتوں کو ترک کرنے کا عادی ہوگا تو غیر ضروری کے چھوڑنے میں اس کو کیسی سہولت ہوگی۔ دیکھو ایک شخص کے گھر میں تازہ دودھ، ٹھنڈے مشروبات، انگور، شربت، نارنگیاں موجود ہیں۔ پیاس کے سبب ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ کوئی روکنے والا نہیں۔ باوجود سہولت اور ضرورت کے اس لئے ارتکاب نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم ناراض نہ ہو جائے۔ اور اسی طرح عمدہ

عمدہ کھانے پلاؤ، کباب، اور دوسری نعمتیں میسر ہیں اور بھوک سے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں اور پھر کوئی نہیں جو ان کھانوں سے روکنے والا ہو مگر یہ اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ جب کہ یہ حال ہے کہ ایسی حالت اور صورت میں کہ اس کی عمدہ سے عمدہ نعمتیں جو اس کے بقائے نفس کے لئے اشد ضروری ہیں یہ صرف مولیٰ کریم کے حکم کی رضامندی کی خاطر ان کو چھوڑتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ چھوڑ سکتا ہے تو بھلا ایسا انسان جو خدا کے لئے یہ ضروری چیزیں چھوڑ سکتا ہے وہ شراب کیوں پینے لگا اور خنزیر کیوں کھانے لگا جس کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے یا مثلاً کوئی رشوت خور، ربو خور یا چور یا ایسا انسان جو قرض لیتا ہے کہ ادا کرنے کی نیت نہیں ہے جب کہ دیانتداری سے کام لیتا ہے اور مولیٰ کریم کی اجازت اور پروانگی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا وہ ایسا خبیث مال لینے میں کیوں جرات کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح گھر میں حسین جوان بیوی موجود ہے مگر اللہ ہی کی رضا کے لئے تیس دن چھوڑ سکتا ہے تو بدنظری کے لئے جی کیوں للچائے گا"۔ (خطبہ عید الفطر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء بحوالہ خطبات نور جلد اول صفحہ ۵۹-۶۰)

پھر فرمایا:-

"روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا ہے اور متقی بن سکتا ہے"۔ (خطبہ جمعۃ الوداع فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

• روزے سے ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ۔
• یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:-

"جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات قطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی قربان کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور جب وہ روزہ میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے کی وجہ سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد دوم۔ صفحہ ۳۷۵)

پھر فرمایا:۔

"رمضان حقیقی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتا ہے اور ساتھ ہی دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے...... رمضان کا مہینہ بتاتا ہے کہ دعا کرنے کے لئے بہترین مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کردے کہ جو آئے لے جائے۔ ان دنوں خدا تعالیٰ بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں پر کھول دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ اور لے جاؤ۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس مبارک مہینہ میں دعائیں کرو اور وثوق اور یقین کے ساتھ کرو۔ خدا تعالیٰ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے "واذا سالک عبادی عنی فانی قریب" میرے بندے اگر میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں کہو میں تو بالکل قریب ہوں"۔ (خطبہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء بحوالہ الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۶۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

رمضان میں روحانی قویٰ تیز ہو جاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"روزہ کا مطلب محض بھوکا رہنا نہیں بلکہ ماہ رمضان کی عبادت دراصل بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایک نمایاں چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ جسمانی ضرورتوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں محو ہونے کی کوشش کرنا ہے...... وہ لوگ جو روح رمضان کو سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی جسمانی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر روحانی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے روحانی قویٰ کو تیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں..... تنویر قلب ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ روحانی قویٰ تیز ہو جاتے ہیں...... چنانچہ...... رمضان کے تعلق میں اللہ تعالیٰ اسی وجہ سے فرماتا ہے کہ اذا سالک عبادی عنی۔ یعنی روحانی قویٰ کی تیزی کے بعد پہلا سوال ہی یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کا دعویٰ ہے کہ مذہبی احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پختہ اور زندہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو رمضان کی عبادتوں کے نتیجہ میں انسانی ذہن یہ کہے گا کہ رب کو کیسے پایا جا سکتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہارے روحانی قویٰ تیز ہوں گے تو تمہیں نظر آجائے گا کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں۔" (الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء بحوالہ الفضل ۷ اگست ۱۹۷۸ء)

پھر فرمایا:-

"رمضان کے مہینہ میں تمہارے لئے ایک موقعہ عطا کیا گیا ہے کہ تم اپنے نفس کو جذبات اور خواہشات کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی عادت ڈالو اور تکالیف برداشت کرنے کا اپنے جسموں کو عادی بناؤ"۔ (الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

- روزہ عبادات کی معراج ہے۔
- روزہ باقی گیارہ مہینوں کی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔

فرماتے ہیں:-

"روزے میں تمام عبادات کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ روزہ ایک رنگ میں عبادات کا معراج ہے اور تعلق باللہ کے لحاظ سے روزہ مومن کی زندگی میں بہت ہی زیادہ اہم ہے۔ اور جتنا رمضان میں تعلق باللہ کے ذرائع میسر آتے ہیں اور تحریک اور تحریص پیدا ہوتی ہے دوسرے دنوں میں اس قدر تحریک و تحریص کا ہونا ممکن نہیں"۔ (الفضل ۸۸-۴-۱۵)

پھر فرمایا:-

"درحقیقت روزہ تو عبادت کا معراج ہے۔ روزہ سب عبادتوں میں افضل ہے اور اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں۔ تمام عبادتیں اپنے عروج تک پہنچ کر روزہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس سے اوپر صرف حج کا مقام ہے اور حج کے بعد روزہ کا مقام آتا ہے باقی سب عبادتیں ان دونوں عبادتوں کے تابع ہیں......

انسان کی کوئی بھی حس ایسی نہیں جو روزہ سے متاثر نہ ہوتی ہو۔ ہر ایک حس پر لگام آجاتی ہے۔ ہر ایک انسانی تمنا پر ایک پابندی عاید ہو جاتی ہے۔ اس لئے خالصتاً سارے کا سارا انسان خدا کے حضور کچھ قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ جہنم کے دروازے دراصل حواس خمسہ ہی کے دروازے ہیں۔ جب حس آزاد ہوتی ہے اور گناہ کی مرتکب ہوتی ہے تو حس کے دروازے سے انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے........

پس رمضان میں (جہنم) کے دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اپنے اوپر وہ سارے دروازے بند کر لیتے ہیں جن رستوں سے ان کے جہنم میں جانے کا احتمال ہوتا ہے.....

روزہ تو باقی گیارہ مہینوں کی بھی ضمانت دینے کے لئے آتا ہے۔ یہ تو باقی گیارہ مہینوں کے بھی آداب سکھانے کے لئے آتا ہے لیکن اس مہینہ میں آداب سکھائے جائیں گے تب ہی باقی گیارہ مہینوں پر اثر پڑے گا۔ اگر صرف

بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ ہے تو پھر انسان روزہ کی اکثر نیکیوں سے محروم رہ جائے گا۔ اکثر فوائد سے محروم رہ جائے گا........

تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا، ذکر الٰہی کی عادت ڈالنا، دعاؤں کی عادت ڈالنا، حقوق کی ادائیگی کی عادت ڈالنا، زبان کو جھوٹ سے کلیۃً پاک کرنے کی عادت ڈالنا، صاف اور سچی بات کرنے کی عادت ڈالنا، قول سدید کی عادت ڈالنا یہ سارے مواقع روزہ کے ذریعے سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء)

"پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ (رمضان) میں جہنم کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو صرف منفی پہلو نہیں دیکھنا بلکہ مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں۔ آپ یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے۔ اگر آپ نے اپنے حواس خمسہ میں سے ہر ایک حس کے لئے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو آپ جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہوں گے لیکن بے مقصد کیونکہ اس کے بدلے نیکی کا کوئی دروازہ نہیں کھول رہے ہوں گے۔ پس مراد یہ ہے، ہر بدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کی جائے اور ہر بدصورتی کے بدلہ ایک حسن پیدا کیا جائے اور یہ کہ تم مسلسل ۳۰ دن اس جدوجہد میں گزارو کہ تمہاری بدیاں چھٹ کر پیچھے رہ جائیں اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکات سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں حتیٰ کہ ہر رمضان جو آئے وہ تمہیں پہلے سے بہتر حالت میں پائے۔ یہی روزہ کا مقصد ہے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۸۶ء)

"جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے بھیگنا شروع ہوتا ہے۔ جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ یہ ہوتا چلا جاتا ہے..... بھیگتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص رحمت و پیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے۔ کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کی ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں۔ اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کرتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ در حقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔

یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر ان سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ بہت ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق شوق سے قبول کی جائیں...... تم یہ پابندیاں اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۸ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

- "رمضان یا دوسری عبادتوں کے بعد ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا فرض ختم ہو گیا۔ اگر ہم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو ہمارے لئے فخر کی کون سی بات ہے اور اگر کمایا ہے تو پھر اس خزانہ کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔ جو حاصل کیا ہے تا چور نہ لے جائیں۔ یاد رکھو چور ہمیشہ وہیں پڑتا ہے جہاں کچھ ہو۔ جب تم نے کوئی نیکی کی ہے اور خزانہ جمع کیا ہے تو کیا سمجھتے ہو شیطان اب تم پر حملہ آور نہیں ہو گا۔ پس اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے۔ اور اگر کمایا ہے تو یاد رکھو کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان ضرور چرانے کی کوشش کرے گا۔ اب وقت ہے کہ زیادہ فکر کے ساتھ ہم اپنے خزائن کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدایا ہم پہلے بالکل فقیر اور ... تھے۔ چور اور ڈاکوؤں کی ہم پر نظر نہ پڑتی تھی مگر اب تو نے اپنے فضل سے ہمیں ایک خزانہ بخشا ہے کیونکہ تو نے ہمیں روزوں کی توفیق دی ہے...... یہ خزانہ بھی (جو ہم نے رمضان میں کمایا ہے) نظر نہیں آتا اور اس کو چرانے والا بھی نظر نہیں آسکتا...... اس لئے اے ہمارے خدا تو ہی اس خزانہ کی حفاظت فرما۔ تو نے ہمیں یہ بخشا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما تا کہ ہم پھر خالی ہاتھ تیرے پاس نہ آئیں"۔ (خطبہ جمعہ ۴ مئی ۱۹۸۴ء) آمین۔ اللھم آمین

دعوت الی اللہ سے غفلت کا نتیجہ

فرمایا:-

"حقیقت یہ ہے کہ وہ جماعت جو دوسروں کو اپنے اندر شمولیت کی دعوت دینے کے فریضہ کو بھلا بیٹھے وہ اپنی اولادوں کو بھی کھو دیتے ہیں جو انہوں نے پہلے حاصل کی تھیں اور ہر ایک پہلو سے اچھائی کا معیار گرنے لگتا ہے"

(خطبہ جمعہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۷ء)

روزہ ــــ مختلف مذاہب میں

بدھ مت، ہندو مت، یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب پر "قرآنی" روزوں کی افضلیت و برتری۔

(مضمون نگار:۔ مکرم نصیر احمد صاحب انجم)

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزہ کی فرضیت کے احکام نازل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

یاایھا الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. (بقرہ ۱۸۴)

اے مومنو روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ روزہ "دین حق" سے قبل مختلف مذاہب میں پایا جاتا تھا اس دعویٰ کو ثابت کرنے سے قبل اسکی حکمت پر غور کیجیئے۔ مومنوں کو ترغیب و تحریص دلانے کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی طرف سے پیش آمدہ اعتراض سے بھی بچایا گیا ہے۔ چنانچہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعود تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

"کما کتب علی الذین من قبلکم کہہ کر خدا تعالیٰ نے ۔۔۔۔ کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ روزے ایسی نیکی ثواب اور قربانی ہیں جن میں سارے ہی ادیان شریک ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کیا ہے پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ جس کے حصول کے لئے ساری قومیں کوشش کرتی رہی ہیں تم اس سے بچنے کی کوشش کرو اگر یہ کوئی نیا حکم ہوتا اگر روزے صرف تم پر ہی فرض ہوتے تو تم دوسرے لوگوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم اسے کیا جانو تم نے تو اس کا مزہ ہی نہیں چکھا لیکن وہ لوگ جو اس دروازہ میں سے گذر چکے ہیں اور جو اس بوجھ کو اٹھا چکے ہیں انہیں تم کیا جواب دو گے لازماً مسلمانوں پر حجت انہی احکام میں ہو سکتی ہے جو پہلی قوموں کو بھی دیئے گئے اور انہوں نے ان احکام کو پورا کیا۔۔۔۔۔

روزوں کی فضیلت اور اس کے فوائد پر "لعلکم تتقون" کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں "لعلکم تتقون" تاکہ تم بچ جاؤ اس کے کئی معنے ہو سکتے ہیں مثلاً

ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا غرض اگر "دین حق" میں روزے نہ ہوتے تو باقی مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدف ملامت بنے رہتے"۔ (تفسیر کبیر زیر آیت یاایھاالذین آمنو کتب علیکم الصیام)

جب ہم مختلف مذاہب پر نظر ڈالتے ہیں تو قرآن مجید کے اس بیان کی صداقت بدیہی طور پر نظر آتی ہے۔ کہ ہر مذہب میں روزہ کا تصور موجود ہے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا (ایڈیشن ۱۹۵۱) میں زیر لفظ FASTING درج ہے کہ (ترجمہ)

یعنی بیشتر مذاہب میں بلا تمیز چھوٹے درمیانے اور اعلیٰ طبقات میں یکساں طور پر روزہ پر عمل پایا جاتا ہے اور جن مذاہب میں اسے ضروری قرار نہیں دیا گیا وہاں بھی انفرادی طور پر فطرت کی تحریک کے جواب میں روزے پر عمل ہوتا ہے۔ آیئے مشہور مذاہب میں روزہ کی فرضیت و کیفیت کا ایک جائزہ لیں۔

بدھ مت میں روزہ

بدھ مت میں سال کے مختلف اوقات میں روزہ رکھنے کا رواج ہے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (ایڈیشن ۱۹۷۴) میں زیر لفظ FASTING درج ہے (ترجمہ)

بدھ مت میں نئے اور مکمل چاند کے دنوں میں بھکشوؤں کے لئے روزہ رکھنا لازمی ہے جس میں وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور کتاب مقدس کو سنتے ہیں۔ گناہوں کے اقرار کے روزے جو ایک ماہ میں چار ہوتے ہیں اب انکا رواج عام ہے۔

ہندومت میں روزہ

ہندوؤں میں کئی قسم کے بھرت یعنی روزے رکھنے کا رواج ہے انکے بزرگ اکثر چلہ کشی کرتے اور سخت روزے رکھتے ہیں روزوں کی تفاصیل کا ذکر دھرم سندھو نامی کتاب میں ملتا ہے اور انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں بھی ہندومت میں روزہ کی موجودگی کا ذکر ہے۔

یہودیت میں روزہ

بائیبل سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپکے بعد کے انبیائے بنی اسرائیل روزے رکھتے تھے چنانچہ حضرت موسیٰ نے ۴۰ دن تک روزے رکھے (خروج ۳۴/۲۸)

ایلیا (حضرت الیاس علیہ السلام) نے بھی ۴۰ دن بغیر کھانے کے گذارے (سلاطین ۱۹/۸)

کفارہ کے دن کا روزہ (۷ ویں مہینے کے دسویں دن) یہود کے لئے ضروری قرار دیا گیا (احبار ۱۶/۲۹)

سالانہ چار روزے رکھنے کا ذکر (زکریا ۸/۱۹)
حضرت داود نے روزے رکھے (زبور ۱۳۵/۱۳)
حضرت یسعیاہ نے روزے رکھنے کی تاکید کی۔ (یسعیاہ ۵۸/۴)
حضرت دانی ایل نے روزہ رکھا (دانی ایل ۹/۳)
یوایل نبی نے روزہ رکھنے کی تلقین کی (یوایل ۲/۱۱)
کثر فریسی ہفتہ میں دو روز روزہ رکھا کرتے تھے۔ (لوقا ۱۸/۱۲)

مسیحیت میں روزہ

مسیحیت میں بھی روزوں کے متعلق احکامات موجود ہیں۔
حضرت مسیح نے ۴۰ دن اور ۴۰ رات کا روزہ رکھا (متی ۱/۴)
حضرت مسیح نے حواریوں کو بھی روزہ رکھنے کی تعلیم دی (متی ۶/۱۶)
برنباس۔ شمعون اور دیگر ہادیان کلیسا روزے رکھا کرتے تھے (اعمال ۱۳/۲)
پولوس نے فاقہ کرنے (روزہ) کو خدائی خادموں کی خوبی قرار دیا۔ (کرنتھیوں ۶/۵)

دیگر اقوام میں روزہ

مندرجہ بالا مشہور مذاہب کے علاوہ دنیا کے ہر خطے کی مختلف تہذیبوں میں کسی نہ کسی رنگ میں روزے کا تصور پایا جاتا ہے۔ قریش ایام جاھلیت میں ۱۰ محرم کو (یوم عاشورآء) روزہ رکھا کرتے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الصوم باب وجوب صوم رمضان)

جزائر انڈیمان کے باشندوں میں مخصوص موسم میں بعض پھل کھانے کی ممانعت پائی جاتی ہے کیونکہ ان دنوں انکے دیوتا PALUGA کو انکی ضرورت ہوتی ہے۔

کوریا میں باپ کی وفات پر بیٹے تین دن تک اور بقیہ افراد خاندان ایک دن کا فاقہ کرتے ہیں۔

قدیم مصریوں میں بادشاہ کی وفات پر گوشت، گندم کی روٹی اور دیگر لذیذ ماکولات کا استعمال منع کر دیا جاتا تھا۔

اھل یونان بھی قریبی عزیز کی وفات کے دو تین دن کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے۔

اہل چین میں روزہ کا تصور یوں تھا کہ مرنے والے کے قریبی چڑھاوے چڑھاتے تھے مگر وہ اس میں سے کچھ نہ کھاتے۔

اہل جاپان میں مرنے والے باپ کے بچے اور اسکے قریبی اعزاء پچاس دنوں تک صرف سبزی وغیرہ پر گذارا کرتے یعنی گوشت اور دیگر کھانوں سے احتراز کرتے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر لفظ FASTING)

اسلام میں روزہ

قرآن مجید میں تندرست بالغ صاحب ایمان پر

رمضان بھر کے روزے فرض کئے گئے ہیں جسکا ذکر سورہ بقرہ آیت ۱۸۴ میں آتا ہے۔

اسکے علاوہ مختلف اوقات میں نفلی روزے مثلاً نذر کے روزے کفارہ کے روزے بڑی کثرت سے "دین حق" میں پائے جاتے ہیں۔

اسلام کی دیگر مذاہب پر فضیلت

"دین حق" ایک مکمل مذہب ہے۔ روزہ تو تمام مذاہب میں موجود ہے مگر اس حکم میں بھی "دین حق" کی فضیلت دیگر مذاہب پر بوجوہ ثابت ہوتی ہے۔

۱۔ دیگر مذاہب میں روزہ میں محض کھانے پینے کی ممانعت ہے مگر "دین حق" نے اس کے ساتھ ساتھ حالت روزہ ازدواجی تعلقات کی بھی ممانعت کی ہے تاکہ تمام مادی لذات کو رضائے الٰہی کی خاطر ترک کیا جائے۔

۲۔ دیگر مذاہب میں خورد و نوش کی ممانعت ہے گویا محض ایک منفی پہلو بیان ہوا ہے مگر "دین حق" رمضان میں اس ممانعت کے علاوہ عبادات اور دیگر نیکیوں کا متنوع اور مثبت پروگرام بھی پیش کرتا ہے۔

۳۔ "دین حق" ایک متوازن مذہب ہے۔ مذاہب گذشتہ میں بعض میں تو افراط کا پہلو تھا اور کئی کئی دنوں تک مسلسل فاقے کر کے ایسا روزہ رکھا جاتا تھا جو تکلیف مالایطاق کے زمرہ میں آتا ہے اور بعض مذاہب میں تفریط کا پہلو اپنا لیا گیا چنانچہ مثلاً یہود اور عیسائیوں میں صرف گوشت اور آگ پر پکنے والی اشیاء کی ممانعت ہے دودھ اور پھلوں وغیرہ کی اجازت ہے گویا روزے کے دوران بھوک کی سختی برداشت کرنے کا عنصر ختم ہو کر رہ گیا مگر "دین حق" نے صبح سے شام تک کا روزہ مقرر کر کے توازن کو قائم کیا۔

۴۔ قرآن مجید میں روزہ کے واضح احکامات موجود ہیں اور بانی "دین حق" نے ان پر عمل کر کے اپنا واضح اسوہ امت محمدیہ کے لئے پیش کیا اس کے برعکس عیسائی محقق تسلیم کرتے ہیں کہ عیسائیت میں روزہ کے متعلق کوئی حتمی تعلیم حضرت مسیح نے بیان نہیں کی یہی وجہ ہے کہ تدریجاً اس حکم کی شکل بدلتی رہی ہے چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں لکھا ہے۔
(ترجمہ)

اس (روزہ) مسئلہ پر کوئی احکامات براہ راست شارع کی طرف سے ملنے کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

یہودیت او عیسائیت میں حالت روزہ میں صرف مخصوص قسم کے کھانوں کی ممانعت کا تصور بعد کی پیداوار ہے۔ آغاز میں انہیں ہر قسم کے کھانے اور پینے کی ممانعت تھی چنانچہ انسائیکلو پیڈیا ببلیکا میں زیر لفظ FASTING لکھا گیا ہے۔

بقیہ صفحہ 35 پر

پبلشر۔ مبارک احمد خالد
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

برکات و فضائلِ رمضان

خدا تعالیٰ کی برکتوں، رحمتوں اور مغفرتوں کا مہینہ

(مقالہ نگار:۔ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب)

رمضان المبارک روحانیت کا ایک موسم بہار ہے جس میں ہر سو عبادتوں اور نیکیوں کے گل بوٹے کھلتے ہیں اور باران رحمت ہر کس و ناکس کو سیراب کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہوتی ہے اور بحرو بر کی ظلمات کو کافور کرنے کے لئے گویا ایک ایسا سورج نکلتا ہے جو ہر اس شخص کے در و دیوار کو روشن کر دیتا ہے جو دل کے کواڑ کھول کر اس کا سعادت مندی سے استقبال کرتا ہے اور اسے اپنے اندر داخل اور اپنے اوپر طاری کرتا ہے۔ گویا ہر طرف سے آواز آرہی ہوتی ہے:۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

رمضان اپنی تمام تر برکتوں اور رعنائیوں کے ساتھ آن پہنچا ہے۔ آیئے اس موسم بہار سے استفادہ کے گر سیکھیں۔

رمضان کا مفہوم

اہل لغت کہتے ہیں کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے پڑ گیا ہے کہ پہلی بار جب روزے فرض ہوئے تو یہ موسم گرما میں آیا تھا لیکن اس کا حقیقی مفہوم اس سے کہیں بلند تر ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّ الذُّنُوْبَ تَرْمَضُ فِیْہِ

کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں اور حضرت انس فرماتے ہیں:۔

انما سمی رمضان لان رمضان ترمض الذنوب

کہ رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (جامع الصغیر)

پھر رمضان کے معنے اس روحانی حرارت کے بھی ہیں جو روزوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود... فرماتے ہیں:۔

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر

صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۰۹)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"رمضان رمض سے نکلا ہے جس کے معنے عربی میں جلن اور سوزش کے ہیں خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو خواہ بیماری کی۔ اس لئے رمضان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۹۲)

قرآن کریم کی بیان فرمودہ فضیلت رمضان

رمضان قرآن کریم کے نزول کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم اتارا گیا ہے یعنی رمضان المبارک کے روزوں کی اس قدر اہمیت ہے کہ ان کے بارے میں قرآن کریم میں خاص طور پر احکام نازل کئے گئے ہیں۔ جس حکم کے بارہ میں قرآنی وحی نازل ہوئی ہو اس کے متعلق ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کتنا اہم اور ضروری ہوگا (تفسیر کبیر جلد دوم ص ۳۹۲)

احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان کے مہینے میں شروع ہوا۔ روایات کے مطابق ۲۴ رمضان کو قرآن کریم کا نزول شروع ہوا۔ رمضان میں ہی پورا قرآن اتارا گیا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جبریل ہر سال حضور کے ساتھ دور کیا کرتے تھے اور آخری سال دو دفعہ کیا۔ ایک روایت میں رمضان کے مہبط انوار اور نزول وحی کے ذکر میں یوں لکھا ہے کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی تاریخ کو اترے اور توراۃ ۶ رمضان کو اتری۔ انجیل ۱۳ رمضان کو اور زبور ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن کریم ۲۴ رمضان کو نازل ہوا۔ (طبرانی۔ بحوالہ جامع الصغیر)

سچے اور حقیقی خادم کے بارہ اوصاف

اخلاق فاضلہ، حلم، کرم، عفت، تواضع، انکسار، خاکساری، پاک باطنی، ہمدردی مخلوق، اکل حلال، صدق مقال، پرہیزگاری۔

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

احادیث نبویہ سے فضائل رمضان

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ صرف رمضان کے فضائل، اس کی اہمیت اور رمضان سے استفادہ کے نہایت قیمتی گر بتائے ہیں بلکہ ان نتائج اور ثمرات کا بھی حسین نقشہ کھینچا ہے جو رمضان سے وابستہ ہیں۔ ذیل میں حضور کے مختلف ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک سے اس موضوع کے متعدد پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام رمضان بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی جس طرح باقی تمام صفات کے مظہر اتم بنے اسی طرح رمضان کی اپنے قول و عمل سے آپ نے جو تصویر پیش کی اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کل انبیاء میں خاتم اور لاشریک ہیں۔

مہینوں کا سردار رمضان

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور حرمت میں سب سے بڑا اور عظیم ذوالحجہ ہے۔ (الترغیب والترھیب)

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا (نسائی کتاب الصوم)

روزہ دار کے حق میں ۷۰ ہزار فرشتوں کی دعا

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک بھی بند نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے۔ اور کوئی مومن بندہ نہیں جو اس کی رات کو عبادت کرتا ہے مگر اس کے ہر سجدہ کے بدلے پندرہ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت سے گھر بنایا جاتا ہے جس کے ستر ہزار دروازے ہیں اور اس گھر میں ایک سونے کا محل ہے جسے سرخ رنگ کے یاقوت سے سجایا گیا ہے۔ پس جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے اس کے پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں۔

(کنزالعمال کتاب الصوم)

یہ ماہ کیسی عظیم الشان برکتیں اپنے دامن میں لئے ہوئے آتا ہے اور کن مصائب سے بچاتا ہے اس کا

اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے۔

جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (بخاری و مسلم) اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ اور اے برائی کے چاہنے والے رک جا اور اللہ کے لئے بہت سے لوگ آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان کی ہر ایک رات کو ایسا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی لطیف تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سوال یہ ہے کہ خواہ وہ آسمان کے دروازے ہوں یا جنت کے ان دروازوں سے کیا مراد ہے اور جو دروازے بند کئے جاتے ہیں وہ جہنم کے کونسے دروازے ہیں اور کس قسم کی زنجیریں ہیں جن میں شیطان جکڑا جاتا ہے ایک بات تو قطعی ہے کہ اس کے عمومی معنے درست نہیں کیونکہ جہاں تک رمضان کے مہینے کا تعلق ہے اس مہینہ میں دنیا کی بھاری اکثریت پہلے کی طرح فسق و فجور میں مبتلا رہتی ہے اور رمضان کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی۔ پس یہ کہنا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑا جاتا ہے یا رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں...... یہ دراصل حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب یہ فرمایا "اذ دخل شہر رمضان" کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں لے کر آتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہاں برکتیں لے کر آتا ہے جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے......

اور جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا اس کے جہاں میں نیک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی...... یعنی وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے گا تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہوگا۔ ایسے انسان کے جہاں میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں بند کر دیئے جائیں گے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مئی ۸۶ء)

رمضان کی منفرد خصوصیات

امت محمدیہ جس طرح باقی خصائل میں خیر امت ہے اسی طرح رمضان میں بھی وہ سب سے آگے اور منفرد ہے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان کی ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ سو ان میں سے پہلی یہ ہے کہ جب شہر رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی طرف بنظر (شفقت) دیکھتا ہے اور جس پر خدا کی نظر پڑ

جائے اسے پھر کبھی عذاب نہیں دیتا۔

اور دوسری یہ ہے کہ ان کی شام کے وقت روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے حضور کستوری کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے اور تیسری یہ کہ فرشتے ان کے لئے دن رات استغفار کرتے ہیں۔ اور چوتھی یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے تیار ہو جا اور خوب بن سنور جا ممکن ہے جو دنیا سے تھک گیا ہو وہ میرے گھر اور میرے پاس آنا چاہے اور پانچویں بات یہ کہ جب رمضان کی آخری رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو بخش دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد)

بے مثل نیکی

حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں حضور نے مجھے فرمایا "روزہ رکھنے کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس کا کوئی مثل اور بدل نہیں"۔ حضرت عثمان بن مظعون کہتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا روزہ کو لازم پکڑو یہ بہترین نفس کشی ہے۔ یعنی نفس امارہ کو مارنے اور اسے رضائے باری کے تابع کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ روزہ ہے۔ (الترغیب والترھیب)

روزہ کی جزا

ہر کام اپنے نتیجے اور انجام کے مطابق اہمیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی روزہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

(ترمذی ابواب الصوم)

روزہ کے بدلہ کا اس روایت میں کیسا لطیف تصور پیش کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک بندہ ایک دن کا روزہ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے رکھے پھر اسے زمین کے برابر سونا دیا جائے تو حساب کے دن اس کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا۔ (الترغیب والترھیب)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسکے ذریعہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا روزہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ وہ عمل ہے جسکا کوئی مثل اور بدل نہیں۔ کہتے ہیں پھر ابوامامہؓ کے گھر دن کو کبھی دھواں نہیں دیکھا گیا سوائے اسکے کہ انکے ہاں کوئی مہمان آجاتا۔ (الترغیب والترھیب)

روزہ دار سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کا ایک نظارہ یوں دکھایا گیا ہے۔ حضرت ام عمارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کے پاس جب کوئی بے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کے لئے اس وقت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ

وہ کھانا کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے۔

(ترمذی۔ مسند احمد)

روزہ حقیقی اور غیر حقیقی

مندرجہ بالا جزائیں جو بیان ہوئی ہیں کیا ہر روزہ داران سے حصہ پاتا ہے یا کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جو ساون کے بادلوں کی طرح برسنے والے اس ابر رحمت سے اپنا دامن تر نہیں کر سکتے اور ان کے دل کی زمین اسی طرح خشک اور بنجر رہتی ہے جس پر سوائے خبیث پودوں کے کچھ نہیں اگتا۔

لیکن درود بھیجیں اس محسن پر جس نے ہماری کوئی تشنگی باقی نہیں رہنے دی اور ہر معاملہ میں پوری تفصیل اور جامعیت سے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آنحضور ﷺ کے کچھ ارشادات اس ضمن میں ملاحظہ کریں۔ فرمایا:۔

"جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں اور لاریب یہ وہ روزہ نہیں جو آگ یعنی خدائی عذاب اور زمانہ کی تکالیف اور ہلاکتوں سے بچانے کے لئے بطور ڈھال اس انسان کے کام آسکے"۔

اور آنحضور ﷺ کے ارشاد خصاء امتی الصیام (مسند احمد) کہ میری امت کی نفس کشی کا ذریعہ روزے ہیں کے مطابق جس نے اپنے نفس کو نہیں کچلا اور اس کا نفس امارہ اسے بدی پر انگیخت کرتا اور بری تحریکات پیدا کرتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا روزہ حقیقی روزہ نہیں بلکہ اسے چاہیئے کہ آنحضور ﷺ کے اس ارشاد پر کاربند ہو جائے کہ روزہ دار کسی حالت میں نہ کوئی شہوانی بات کرے اور نہ جہالت اور نادانی کرے اور اگر کوئی اس سے لڑائی یا گالی گلوچ کرے تو وہ کہے "انی صائم"۔ "انی صائم" کہ میں روزہ دار ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری کتاب الصوم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنے ہی روزہ رکھنے والے ہیں جن کا روزہ محض بھوک اور پیاس ہوتی ہے اور کتنے ہی راتوں کو قیام یعنی عبادت کرنے والے ہیں جنہیں سوائے بے خوابی کے کچھ نہیں ملتا۔ (طبرانی بحوالہ الترغیب والترھیب صفحہ ۲۷۱)

لیکن اگر انسان رمضان کو اپنے اوپر جاری کر لے اور روزہ کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ رکھے تو لاریب روزہ خدا کی ناراضگی کی جہنم سے دور کرتا اور اس کے قرب کی جنت میں داخل کرتا ہے۔ اس صورت میں رمضان نہ صرف انسان کو سابقہ گناہوں کی آلائش سے پاک کرتا ہے بلکہ اسے ایک ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ حدیث کے مطابق ایک رمضان اگلے رمضان تک کے گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بن جاتا ہے اور "اذا سلم رمضان سلمت السنۃ" یعنی جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے کے مطابق انسان ایک ایسے حصن حصین میں آجاتا ہے اور اس کے قویٰ روحانیہ ایسے رباط بن جاتے ہیں کہ ہر قسم کے

شیطانی حملوں کو ناکام و نامراد بنا دیتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں اس مضمون پر یوں روشنی ڈالی:۔

حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں خیر اور بھلائی کے ابواب کا پتہ نہ دوں۔ میں نے عرض کی ہاں ہاں کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو ختم کرتا ہے۔ (الترغیب والترھیب)

پس رمضان ہمیں ایسا دفاعی نظام دیتا ہے کہ ہم شیطان کے ہر حملے سے نہ صرف محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ اسے ناکام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

اور یہی وہ روزہ ہے جس کے نتیجہ میں انسان جہنم کی آگ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور روزہ کا نتیجہ قرب الٰہی اور قبولیت دعا کی شکل میں پاتا۔

.....چونکہ دین فطرت ہے اس لئے جہاں رمضان کی برکات و فضائل سے روزے کی اہمیت و افادیت کا نہایت جامعیت سے ذکر فرمایا ہے وہاں بشری کمزوریوں اور انسانی تقاضوں کے ان استثنائی پہلوؤں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جو شریعت کا لازمہ اور خاصہ ہیں۔ چنانچہ مسافر، مریض، حاملہ، مرضعہ، بچوں، بوڑھوں اور ان ضعفاء کو روزہ سے چھوٹ دی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان رخصتوں سے استفادہ نہ کرنے والے گویا فرمانبرداری سے نہیں بلکہ سینہ زوری سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ جب ایک سفر کے موقعہ پر روزہ رکھنے کی وجہ سے لوگوں نے سخت مشقت اور تکلیف محسوس کی تو آپ نے اسی وقت پانی منگوایا اور تمام لوگوں کے سامنے روزہ کھول دیا۔ اس پر بعض نے تو روزہ کھول دیا اور بعض نے نہ کھولا۔ ان کے متعلق فرمایا "اولئک العُصاۃ" یہ لوگ نافرمان ہیں اور ایک سفر میں حضور نے ایک روزہ دار کو تکلیف میں دیکھ کر فرمایا "لیس من البر الصوم فی السفر" (بخاری کتاب الصوم) کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

لیکن اگر کوئی حقیقی عذر نہ ہو تو ایسی برکتوں اور فضلوں والے مہینے میں روزہ نہ رکھنا اور ان فیوض کو اپنے دامن میں نہ سمیٹنا کس قدر بدنصیبی ہے اس کا اندازہ حضرت ابوہریرہؓ کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کی بجائے ساری عمر بھی روزے رکھے تو اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد)

روزہ نہ رکھنے والوں کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری

تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور اسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ بہانہ جو نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسی کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

بقیہ از صفحہ ۴۲

روزے کے دوران ٹیکہ وغیرہ نہیں لگوانا چاہیئے۔ کیونکہ جب کوئی بیمار ہے تو روزہ ہی کیوں رکھے گا۔ یوں مسئلہ کے طور پر جلدی ٹیکہ مثلاً چیچک کے ٹیکہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور انٹرامسکولر اور انٹراوینس سے اور اسی طرح انیما وغیرہ سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسواک، آنکھوں میں دوائی ڈالنا، خوشبو سونگھنا، کلی کرنا وغیرہ سے نہ تو روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے البتہ ٹوتھ پیسٹ کرنا غیر پسندیدہ ہے۔

روزہ کی حالت میں اگر بھول کر کچھ کھا پی لیا جائے تو روزہ میں کوئی نقص نہیں واقع ہوگا۔ بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اسے یاد نہ دلایا جائے۔

خون دینے سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے لیکن چونکہ کمزوری ہو جاتی ہے تو بہتر ہے کہ روزہ کھول دے۔

رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزے بعد میں پورے کئے جانے ضروری ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلسل رکھے جائیں۔ (ان مسائل کا اکثر حصہ فقہ احمدیہ عبادات صفحہ ۲۸۴ تا ۳۰۱ کی تلخیص پر مشتمل ہے)

عبادتوں کی معراج

رمضان کی تین اجتماعی عبادات!

نمازِ تہجد، اعتکاف، لیلۃ القدر

(مضمون:۔ سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر خالد)

رمضان کے مبارک اور بابرکت مہینے کی آمد آمد ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"اے لوگو تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا......." (مشکوٰۃ)

یہ وہ مہینہ ہے جس کو عبادتوں سے ایک خاص تعلق ہے۔ بلکہ عبادتوں کی معراج اگر رمضان کو کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہے۔ اور روزہ تو عبادتوں کا دروازہ ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں" (جامع الصغیر)

انہی عبادات کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کا لقا نصیب ہوتا ہے جو روزے کا اصل مقصد اور انسانی پیدائش کا بھی اصل مقصد ہے۔ اور پھر کیا ہی اچھا ہو رمضان کے دوران بجالانے والی یہ عبادات ایسے گہرے نقوش پیدا کر جائیں اور عبادات کی ایسی عادتیں راسخ ہو جائیں کہ سارا سال عبادتوں کا یہ جشن جاری رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث اپنی پوری شان میں ہماری زندگیوں میں جلوہ گر ہو کہ جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بن جاتا ہے" اور دار قطنی

کی ایک حدیث ہے کہ :-

اذا سلم رمضان سلمت السنہ۔

کہ جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔

پس اس سارے سال کی سلامتی کو اپنے حق کے لئے محفوظ کریں اور رمضان کو اس کے مطابق گزاریں جس طرح کہ حق ہے۔ رمضان کی عبادتوں کو ان کی شرائط کے مطابق بجالائیں۔ زیر نظر مضمون میں تین ایسی عبادتوں کا ذکر کرنا مقصود ہے جو اجتماعی رنگ بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہیں اور یہ اجتماع بھی ہے کہ ایک ہی مہینہ میں یہ اکٹھی نصیب ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قیام اللیل یعنی نماز تہجد ہے۔ دوسری اعتکاف ہے اور تیسری لیلۃ القدر کی عبادت ہے۔

نمازِ تہجّد

- مَیں نے راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سُنّت قائم کر دی۔ (حدیث نبوی)
- ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں۔ (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ)
- رمضان المبارک سے تہجد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے نماز تہجد کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقش قدم کی پیروی میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے جو سونے سے بیدار ہو کر طلوع فجر سے پہلے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ انفرادی نماز خلوت اور تنہائی کی مناجات ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندگی بھر لمبے قیام ورکوع و سجود کے ساتھ نماز تہجد پڑھتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تین وتروں کے علاوہ آٹھ رکعت نفل بطور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے (بعض اوقات اس سے بھی زائد رکعات)۔ آخر میں وتر پڑھتے تھے۔ یہ نوافل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالعموم دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھا کرتے تھے۔

لیکن یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عام معمول تھا۔ رمضان میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمر ہمت کس لیتے تھے اور پوری کوشش اور محنت فرماتے تھے"۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے رمضان کے عام طور پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر عبادت کرتے نہیں دیکھا گیا"۔ (نسائی)

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کردی ہے"۔ (نسائی)

اس لئے رمضان کی راتوں میں سحری کے وقت نوافل ادا کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ وہ دو چار ہی کیوں نہ پڑھیں کیونکہ رات کے آخری حصہ میں نوافل کی ادائیگی کرنا زیادہ افضل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کے لئے خاص طور پر تحریک و

واقفین بچوں کا جنرل نالج بڑھائیں

حضور نے فرمایا:۔

"عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا ہوتا ہے، لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں...... اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے اور وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہیئے یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرہ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو جنرل نالج بڑھانے کی طرف توجہ کرنا چاہیئے۔ آپ خود متوجہ ہوں تو ان کا علم آپ ہی آپ بڑھے گا یعنی ماں، باپ متوجہ ہوں اور بچوں کے لئے ایسے رسائل، ایسے اخبارات لگوایا کریں، ایسی کتابیں پڑھنے کی ان کو عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

ترغیب دلایا کرتے تھے۔ بے شک آپ ﷺ عزیمت کے طور پر اس کا حکم تو نہیں دیتے تھے تاہم تلقین و ترغیب ضرور فرماتے تھے۔ (ترمذی)

ویسے بھی رمضان کے مہینے کی عبادت کا تو اجر ہی کچھ اور ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی خاطر نیک نیتی سے رکھے گا اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے نوافل ادا کرے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے"۔ (بخاری)

نماز تراویح

حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرت ﷺ کے عہد میں ایک رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے (حسب معمول) ۲۲ رمضان تک ہمیں رات کو باجماعت نوافل نہیں پڑھائے۔ تئیسویں (۲۳) رمضان کی رات حضور ﷺ نے ہمیں باجماعت نوافل پڑھائے اور رات کے ثلث اول (یعنی پہلی تہائی)۔ (آج کل قریباً رات کے ۹ بجے تک) نماز پڑھاتے رہے۔ چوبیسویں رمضان کو حضور ﷺ نے ہمیں باجماعت نوافل نہیں پڑھائے۔ پھر پچیسویں رات رمضان کو حضور ﷺ نے باجماعت نفل نماز رات تک پڑھائی۔ ہم نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ ہمیں باقی رات بھی نفل نماز پڑھا دیتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے ساتھ رات کو نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے تک اس کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے اس کے لئے ساری رات کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ پھر آنحضور ﷺ نے ہمیں ۲۶ رمضان کو باجماعت نماز نہیں پڑھائی۔ یہاں تک کہ رمضان میں تین دن باقی رہ گئے تو ستائیسویں کو پھر آپ ﷺ نے باجماعت نماز پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور عورتوں کو بھی بلا کر اس میں شامل فرمایا اور اتنی دیر تک پڑھاتے رہے کہ ہمیں فجر کے طلوع ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان فرماتی ہیں:۔

"ایک رات آنحضرت ﷺ نے مسجد میں نوافل پڑھے تو کچھ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء میں اس نماز میں شامل ہو گئے اور آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگلی صبح لوگوں نے ایک دوسرے کو رات کا واقعہ بتایا۔ چنانچہ دوسری رات حاضری بڑھ گئی اور پہلے دن سے زیادہ لوگ آنحضور ﷺ کے ساتھ نوافل میں شامل ہوئے.... تیسری رات حاضری اور زیادہ ہو گئی اور چوتھی رات تو حاضری کا یہ حال تھا کہ مسجد نمازیوں کیلئے تنگ ہو گئی لیکن آنحضور ﷺ نماز پڑھانے تشریف نہ لائے... نماز فجر کی ادائیگی کیلئے جب حضور ﷺ تشریف لائے تو نماز کے بعد فرمایا رات کو باجماعت نوافل

کی ادائیگی کیلئے تمہارے آنے اور انتظار کرنے کا مجھے علم ہو گیا تھا لیکن میں اس اندیشہ سے رک گیا کہ مبادا رات کی نماز کو فرض قرار دے دیا جائے اور پھر تم اسکی ادائیگی سے عاجز آجاؤ"۔ (مسلم)

حضرت ابن شہاب زہری تابعی اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں قیام اللیل عام طور پر انفرادی عبادت کے طور پر ادا کی جاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں، خلافت ابو بکرؓ، اور خلافت عمرؓ کے ابتدائی دور میں بھی یہی طریق رہا۔ اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں لوگ مختلف گروہوں اور ٹولیوں کی صورت میں نوافل پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر ان لوگوں کو ایک قاری (حافظ) کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اور پھر آپ نے حضرت ابی ابن کعبؓ کو نمازِ تراویح کے لئے امام مقرر فرمایا:۔

حضرت عبد الرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلا تو لوگ ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ نئی تجویز کتنی اچھی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا وہ عبادت جس سے تم رات کے آخری حصہ میں سوئے ہوتے ہو وہ اس سے افضل ہے جو تم اب ادا کر رہے ہو۔ (بخاری)

مذکورہ بالا روایات میں نماز تراویح کے بارے میں آپ نے پڑھا ہے۔ ہر چند کہ نماز تراویح بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے لیکن یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اصل نماز تہجد ہی ہے اور اسی کا التزام کرنا چاہیئے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ تہجد بھی پڑھی جائے اور پورے قرآن کا دور کرنے کے لئے یا قرآن سننے کے لئے تراویح بھی ادا کی جائے لیکن دونوں میں سے التزام اور اختیار اور تقدم تہجد ہی کو ہونا چاہیئے۔ دراصل نماز تراویح تو ایک سہولت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ازراہ شفقت ان کمزوروں کے لئے قائم فرمائی جو تہجد میں زیادہ نوافل نہیں ادا کر سکتے تھے۔

اس بات کی تائید حضرت بانی سلسلہ احمدیہ.... کے درج ذیل دو اقتباسات بھی کر رہے ہیں:۔

"ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود.... سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجالانے میں غفلت کرتے ہیں اگر اول شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جائے تو کیا جائز ہو گا؟

حضرت اقدس نے فرمایا "کچھ حرج نہیں پڑھ لیں"۔ (بدر ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء بحوالہ فتاوی حضرت مسیح موعود... صفحہ ۱۲۹)

ایک دوسری جگہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات کے اول حصہ میں اسے پڑھا۔

۲۰ رکعات بعد میں پڑھی گئیں مگر آنحضرت ﷺ کی سنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی"۔ (بدر ۶ فروری ۱۹۰۸ء بحوالہ فتاوی حضرت مسیح موعود... صفحہ ۷۲)

گویا اصل یہی ہے کہ یہ نوافل تہجد کے وقت ہی ادا کئے جائیں ہاں ..... نماز تراویح بھی ادا کرلیں تو اور اچھی بات ہے۔ نوافل اور نیکی میں زیادتی تو خیر کا موجب ہی ہوتی ہے اور ویسے بھی یہ تہجد ہی تو ہے جس کو قرآن کریم نے "نافلہ لک" کہا اور سورۃ المزمل میں ارشاد فرمایا کہ:۔

کہ رات کی بیداری نفس کے جذبات کو دبانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اور یوں بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اِنَّ فِی السُّحُورِ بَرَکَۃً" یعنی سحری کے کھانے میں برکت ہے۔ تو یہ سحری کا کھانا برکتوں والا تو تبھی بنے گا کہ جب سحری سے پہلے کچھ خدا سے راز و نیاز کی باتیں ہوں گی۔ جب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوئے ہوں گے۔ اس کے شکرانے کے نوافل ادا کئے ہوں گے۔ تبھی یہ سحری "برکۃ" کا موجب ہوگی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اسی امر کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رمضان میں صرف روزوں کی تلقین نہیں کرنی چاہیئے بلکہ روزوں کے لوازمات کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ سرسری طور پر جائزہ لیا۔ نوجوانوں سے پوچھنا شروع کیا روزہ رکھا ہے یا نہیں رکھا؟ کیسا رہا؟ کس طرح رکھا؟ تو اکثر یہ دیکھا گیا یعنی اکثر یہ جواب ملا کہ ہم نے سحری کھا کر روزہ رکھا اور نفلوں کا کوئی ذکر نہیں تھا حالانکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور میں نے اس میں تہجد کی سنت تمہارے لئے قائم کردی ہے (اگلے الفاظ تو بعینہٖ یاد نہیں) لیکن مراد یہ ہے کہ تمہارے لئے مزید برکتوں کے رستے پیدا کردیئے ہیں۔ پس تہجد ویسے بھی بہت اچھی چیز ہے۔ قرآن کریم نے اس کو بہت ہی تعریف کے رنگ میں پیش فرمایا ہے اور اس کی بہت سی برکتیں بیان فرمائی ہیں۔ یہ مقام محمود تک لے جانے والی چیز ہے لیکن رمضان المبارک سے تہجد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے سوا آنحضرت ﷺ کو اتنی لمبی تہجد پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔ بعض دفعہ آپ ﷺ تقریباً ساری رات کھڑے ہو کر گزار دیتے تھے۔

پس رمضان کے ساتھ تہجد کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ وہ روزے جو تہجد سے خالی ہیں وہ بالکل ادھورے اور بے معنی روزے ہیں۔ اس لئے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ تہجد کی تلقین کرنی چاہیئے۔ قادیان یا ربوہ کے جس ماحول کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں عموماً یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا خصوصاً قادیان میں کہ کوئی بچہ اٹھ کر آنکھیں ملتا ہوا کھانے کی میز پر آجائے۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ وہ ضرور پہلے نفل پڑھے۔ لازمی ان معنوں میں کہ سبھی کرتے تھے۔ اس نے یہی

دیکھا تھا اور وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بعض دفعہ بچے کی LATE آنکھ کھلتی ہے یعنی زیادہ دیر ہو جاتی ہے تو کھانا بھی جلدی میں کھاتا ہے لیکن قادیان کے بچے پھر تہجد بھی جلدی میں پڑھتے تھے۔ یہ نہیں کرتے تھے کہ اب تہجد پڑھنے کا وقت نہیں رہا صرف کھانا کھائیں بلکہ اگر کھانے کے لئے تھوڑا وقت ہے تو تہجد کے لئے بھی تھوڑا وقت تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ دو نفل جس کو عام طور پر ٹکریں مارنا کہتے ہیں اس طرح کے نفل پڑھے اور اسی طرح کا کھانا کھایا یعنی دو لقمے جلدی جلدی کھالئے لیکن انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ روحانی غذا کی طرف بھی توجہ دیں اور جسمانی غذا کی طرف بھی توجہ دیں اور یہ انصاف ان کے اندر پایا جاتا تھا جو ان کو بچپن سے ماؤں نے دودھ میں پلایا ہوا تھا.....''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اپریل ۱۹۸۸ء)

یوں بھی عام حالات میں نماز تہجد اور قیام اللیل کا ثواب بہت بیان ہوا ہے۔ یہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات کو ورلے آسمان پر آجاتا ہے اور فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یوں اعلان فرماتا ہے۔ ہے کوئی دعا کرنے والا؟ جس کی دعا قبول کی جائے اور ہے کوئی مانگنے والا؟ کہ اسے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ اس کی توبہ قبول ہو۔ (مسلم)

تہجد کی اہمیت اور برکتوں کی طرف مزید توجہ دلاتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

''ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں جو زیادہ نہیں وہ دو رکعت ہی پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع مل جاوے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور سچے جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے.....''۔

(فتاویٰ مسیح موعود... صفحہ ۱۷)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک عبادت پر قائم رہنے اور ہمارے بچوں اور نسلوں کو بھی اس پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(باقی آئندہ شمارے میں۔ انشاءاللہ)
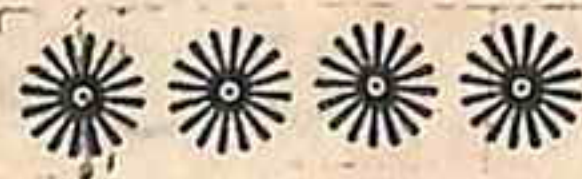
۱۹۹۳ء ''انسانی بہبود کا سال'' اس سال مطمح نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء)
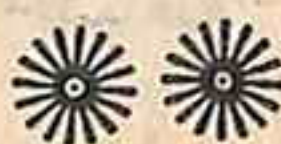
قرآن سب سے اچھا　قرآن سب سے پیارا

رمضان اور تلاوتِ کلامِ پاک

(مضمون نگار:۔ مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب)

پیارا قرآن ہمارے پیارے اللہ کی طرف سے اس کے بندوں کے لئے کامل ہدایت نامہ ہے۔ اس لئے اس سے پیار کرنا دراصل اللہ سے پیار کرنا ہے۔ بلکہ اللہ کے پیار اور محبت کے حصول کا وسیلہ ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ اس کی تلاوت کرنے والوں کو ان لوگوں میں شامل کیا جن کے لئے فرمایا کہ "یرجون تجارۃ لن تبور۔ یعنی وہ اللہ کے ساتھ محبت کرنے اور اس کی محبت کا مورد بننے کا ایک ایسا معاہدہ کرتے ہیں جو کبھی فسخ نہیں ہوگا۔

اور قرآن مجید سے محبت اور پیار کا ایک اظہار اس کی تلاوت کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس کلام میں اس کی تلاوت کی طرف خوب توجہ دلائی ہے۔ بلکہ خود "قرآن" کا لفظ اسے بار بار اور کثرت سے پڑھنے کا معنی رکھتا ہے۔ پھر روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ (مسلم)

یعنی تم قرآن کی تلاوت خوب کیا کرو کہ یہ قیامت کے روز اپنی تلاوت کرنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

پھر ایک موقع پر فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ. (مسلم)

یعنی قرآن مجید سے تعلق کے موافق ہی اللہ کا اقوام سے سلوک ہوگا۔ بعض اس سے محبت کرنے کی وجہ سے دنیا میں ارفع مقام پائیں گی اور بعض اس سے غفلت اور اعراض کے نتیجہ میں تنزل کی اتھاہ گہرائیوں میں دفن کر دی جائیں گی۔

رات دن کتاب اللہ کو ہی پڑھو

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:۔

"میں نے قرآن کے لفظ پر غور کی، تب مجھ پر

کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جب کہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت (دین حق) کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی...... اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ کو ہی پڑھو...... بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے...... ہماری جماعت کو چاہیئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں"۔ (بحوالہ مجموعہ تفسیر سورہ بقرہ صفحہ ۳۶۵)

اب رمضان کے ماہ مبارک کی آمد آمد ہے۔ یہ مہینہ ان مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا دنیا میں نزول ہوا۔ مبارک دن اللہ کی رحمت اور اس کی برکت کے دروازے کھولنے والے دن جب دنیا کی گھناؤنی شکل اس کے بدصورت چہرے اور اس کے اذیت پہنچانے والے اعمال سے تنگ آکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں جا کر اور دنیا سے منہ موڑ کر اور اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر صرف اپنے خدا کی یاد میں مصروف رہا کرتے تھے۔

اس پیاری کتاب کا نزول رمضان کے مبارک مہینہ میں شروع ہوا بلکہ رمضان میں ہی سارا کا سارا نازل ہوا۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس و بینٰت من الهدیٰ و الفرقان. (البقرہ)

اور پھر فرمایا:-

انا انزلنه فی لیله القدر. وما ادرٰک ما لیله القدر. (سورۃ القدر)

یعنی ہم نے اس قرآن کو ایک ایسی عظیم رات میں اتارا ہے کہ جس کی عظمت کا اندازہ انسان کر ہی نہیں سکتا۔ تو اس مناسبت سے معلوم ہوا کہ علاوہ اس کے کہ قرآن کی تلاوت ہر وقت ہی ایک عظیم اور محمود فعل ہے اور صبح کے وقت کی تلاوت تو خدا کے حضور "مقام مشہود" پاتی ہے مگر رمضان میں اس کی تلاوت ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ اس کے نزول کا تعلق براہ راست رمضان کے ساتھ ہے اور اس وجہ سے بھی کہ خود رمضان ہر نیکی کے حسن اور اس کی قبولیت میں اضافہ کا موجب ہے۔

بخاری کتاب فضائل القرآن باب 'کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال رمضان کی راتوں میں جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرآن کے اس حصہ کا جو اس وقت تک نازل ہو چکا ہوتا تھا دور کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جو آخری رمضان آیا تو اس میں کل قرآن کا دو دفعہ دور کیا۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم کے دور اور دہرائی کے لئے دیگر تمام گیارہ ماہ کو

چھوڑ کر صرف رمضان کو اختیار کرنا بتاتا ہے کہ اس ماہ میں تلاوت قرآن خدا تعالیٰ کو خاص محبوب ہے اور اس کے حضور اس کا ایک عظیم مقام اور درجہ ہے۔

سو خدا تعالیٰ کی یہ فعلی شہادت یہ تعلیم دے رہی ہے کہ ہم اس موقعہ کو غنیمت جانیں۔ کون جانے اگلا رمضان کس کس کو دیکھنا نصیب ہوگا۔ اس لئے رمضان اور قرآن کو اپنے اندر داخل کرنے کا یہ ایک قیمتی موقعہ خدا تعالیٰ ہمیں عطا کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود..... کا مخاطب کر کے فرمایا تھا:-

"ان هذا القرآن عرض علىٰ قوم فما دخل فيهم و ما دخلوا فيه الا قوم منقطعون"

یعنی یہ قرآن ایک قوم پر پیش کیا گیا مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ نہ قرآن ان کے دلوں میں جگہ پاسکا نہ وہ قرآن کے مضامین کو سمجھ سکے۔ ہاں ایک ایسی قوم نے اسے قبول کیا اور ایک ایسی قوم کے دلوں کو اس قرآن کا مسکن بننے کی سعادت ملی جو دنیا سے منقطع تھے۔

اس رمضان میں اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں دعاؤں کے ساتھ اس بات کی کوشش کرنے کی سعادت نصیب ہو کہ ہم بھی "قوم منقطعون" میں شامل ہو جائیں۔ آمین

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ اس مبارک ماہ میں تلاوت قرآن کی اہمیت کی طرف ترغیب دلا رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ:-

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو (رمضان میں) دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا (یہ رک گیا تھا)۔ پس میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روک دیا تھا (یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا)۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی (اور اس شخص کو بخش دیا جائے گا)۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

رمضان کی اہمیت اور عظمت اور قرآن مجید کی برکت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود... فرماتے ہیں:-

"غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں (دین حق) اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان گزر جائیں، کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو جدا کرتے چلے جائیں، کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے، لیکن جب وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس

مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی قریب نہیں، چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ بعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے، وہ بعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے، وہ بعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے، وہ یوں سمٹ جاتا ہے، وہ یوں مٹ جاتا ہے، وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا"۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۹۳۔ ۳۹۴)

اس مبارک صد مبارک مہینہ میں تلاوت قرآن کریم کی عظمت اور ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود... فرماتے ہیں:-

"پس رمضان کلام الٰہی کو یاد کرنے کا مہینہ ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہیے اور اسی وجہ سے ہم اس مہینہ میں درس قرآن کا انتظام کرتے ہیں۔ دوستوں کو چاہیے کہ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں اور قرآن کریم کے معانی پر غور کریں۔ تاکہ ان کے اندر قربانی کی روح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی"۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ)

پھر رمضان اور قرآن کا تعلق بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قدر عظیم کتاب کو ہم نے رمضان کے مہینے میں نازل کرنا شروع کیا تھا۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اور اسے (سارے کے سارے) اپنے اپنے وقت پر رمضان میں نازل کرتے رہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ماہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نزول فرماتے اور میرے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے۔ اس رمضان میں جتنا حصہ قرآن کریم کا نازل ہو چکا ہوتا اس کا دور نزول کے ذریعہ جبریل علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے۔ ایک دفعہ، پھر دوسری دفعہ، پھر تیسری دفعہ نزول ہوتا رہتا تھا اور آخری سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے دو دفعہ میرے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا ہے۔ غرض اتنی عظیم کتاب کا اس مہینہ میں بار بار نزول ہونا اور پھر اس مہینہ میں نزول ہونا بتاتا ہے کہ یہ ماہ بھی بہت سی برکتیں اپنے اندر رکھتا ہے۔ پس فرمایا کہ یہ مہینہ وہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم کے احکام بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا قرآن کریم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور جو قرآنی برکتیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت (یعنی شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن......

الایہ۔ ناقل) میں بیان کی ہیں جن کا اختصار کے ساتھ میں نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم ان برکتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو رمضان کی عبادتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء)

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رمضان ہمارے لئے موقعہ اور وسیلہ بن جائے اس کارگر حربہ اور اس یگانہ کتاب کو اختیار کرنے کا، تا ہم بھی "مبارکی اور صدہزار مبارکی" کے مستحق قرار پائیں۔ اللھم آمین

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:۔

"اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ میں کہتا ہوں در حقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کے لئے کارگر ہوگا۔ اور پہلے بھی قرون اولیٰ میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اس قوم کو جو اس کے اختیار کرنے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرہ بھی تردد اور تذبذب میں نہیں پڑی، بڑے جوش اور خوشی کے ساتھ آگے بڑھ کر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا"۔ (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے امامت سے قبل رمضان میں تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلانے کے لئے "رمضان اور تلاوت قرآن" کے عنوان سے ایک مضمون الفضل میں شائع فرمایا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ حضرت فاطمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام ماہ رمضان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے اور آخری رمضان میں، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دو بار دور فرمایا۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ حامل قرآن اور مفسر قرآن علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد امت محمدیہ کو قرآن کے پڑھنے، اس پر غور کرنے، اس کے مطالب سمجھنے اور اس سے ہدایت لینے کی طرف خاصی توجہ دینی ہوگی۔

اس نکتہ کو اکابر امت نے خوب سمجھا اور ماہ رمضان میں تلاوت قرآن مجید پر اس قدر زور دیا اور اس کی طرف اس قدر متوجہ ہوئے اور اس کثرت سے قرآن کریم کو پڑھا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت الاسودؓ کے متعلق آتا ہے کہ رمضان میں وہ دو راتوں میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔

رمضان کے پہلے بیس دنوں میں تین دنوں میں اور آخری عشرہ میں دو راتوں میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت قتادہؓ رمضان کی پہلی بیس راتوں میں تین دن میں ایک بار لیکن آخری عشرہ میں ہر روز پورے قرآن کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہما الرحمہ ماہ

رمضان میں قرآن کریم کے ساتھ دور کرتے تھے۔ حضرت امام مالک کے متعلق آیا ہے کہ رمضان شروع ہوتے ہی حدیث کے تمام مشاغل ترک کر کے صرف قرآن کریم ہی کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ حضرت سفیان ثوری کے متعلق بھی یہی آیا ہے کہ وہ سب دیگر مشاغل دینیہ کو چھوڑ کر رمضان المبارک میں صرف تلاوت قرآن ہی کی طرف کلیۃً متوجہ ہو جاتے تھے۔ پس میں سب دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں خصوصاً رات کی گھڑیوں میں جہاں تک ممکن ہو سکے دیگر مشاغل کو ترک کر کے قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی پوری ہمت اور اپنی پوری طاقت اور اپنی پوری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے مطالب پر غور کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی حکمتوں کے سمجھنے کی سعی میں لگ جائیں اور کوشش کریں کہ اس پاک اور مقدس کتاب سے زیادہ سے زیادہ برکتیں حاصل ہوں کہ یہ وہ نور ہے جس میں کوئی ظلمت نہیں اور وہ چشمہ اصفیٰ ہے جس میں کوئی گدلا پن نہیں اور وہ کامل اور مکمل ہدایت ہے جس کے بعد کسی اور صحیفہ یا ہدایت کی ضرورت نہیں۔ اس کے کہنے ہی کیا ہیں:-

وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پس آؤ کہ صحف مکرمہ مرفوعہ کی تلاوت کریں۔ انہیں پڑھیں اور پھر پڑھیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سارے جسم اور ہماری ساری سوچ اور ہمارے سارے دل اور دماغ میں سرایت کر جائیں اور اس ارفع اور عزت بخش کلام کے لئے ہمارے دلوں میں ایک بے پناہ محبت پیدا ہو جائے اور ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ بے اختیار ہو کر پکار اٹھے کہ:-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے"

(الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۱)

بقیہ از صفحہ ۱۴

یہود میں روزے کی وہ ہلکی پھلکی شکل جس میں صرف مخصوص کھانوں اور مشروبات پر پابندی ہے بعد کی پیداوار ہے۔ دانیال میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس نے روزہ رکھ کر نہ شراب پی نہ گوشت کھایا اور نہ کوئی اور غذا لی اور نہ اپنے آپ کو تیل ملا گویا ان مذاہب کے ماننے والوں نے روزہ کی اصلی تعلیم کو بگاڑ دیا ہے مگر یہ "دین حق" کی فضیلت ہے کہ مسلمان آج بھی اسی طرح روزہ رکھتے ہیں جیسا ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہؓ رکھا کرتے تھے۔

دُعا ــــ اور ــــ روزہ

"دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے"

(مضمون نگار:۔ عبداللہ ولیم)

رمضان کا مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے اور دعا کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں ہمیں تعلیم دی ہے اور ہمیں اپنے تجربہ سے بتایا ہے کہ دعاؤں میں بڑی تاثیریں ہیں اور ہمارا خدا دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس ضمن میں آپ کے کچھ ارشادات پیش خدمت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے......"۔ (برکات الدعاء صفحہ ۱۰)

پھر فرمایا:۔

"مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کا خدا دعاؤں کو سننے والا ہے......" (الحکم ۷ ادسمبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا:۔

"میرا تو مذہب ہے کہ جو دعا اور اس کی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ خدا ہی کا قائل نہیں ہے"۔ (الحکم ۷ ادسمبر ۱۹۰۲ء)

پھر فرمایا:۔

"دعا عمدہ شی ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑھتا ہے۔ پھر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر خدا سے اجنبیت۔ پھر عداوت۔ پھر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے...... جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے"۔

(البدر ۱۶/۸ مئی ۱۹۰۴ء)

"ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں"۔

(الحکم ۷ امارچ ۱۹۰۳ء)

فرمایا:۔

"دعا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان بنا دیتی ہے۔ دعا کے سامنے مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو دعا کی قدر و قیمت معلوم نہیں۔ وہ بہت جلد ملول ہو جاتے ہیں اور ہمت ہار کر

چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ دعا ایک استقلال اور مداومت کو چاہتی ہے......" (الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۴ء)

فرمایا:۔

"جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا......" (کشتی نوح صفحہ ۱۹)

فرمایا:۔

"دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے جب کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ غرض دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے...... انبیاء کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقتوں کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہوگی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا"۔ (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء)

پھر فرمایا:۔

"دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے تریاق ہو جاتا ہے"۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶)

"دعا ایسی شے ہے کہ جن امراض کو اطباء اور ڈاکٹر لاعلاج کہہ دیتے ہیں ان کا علاج بھی دعا کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے"۔ (البدر ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء)

اسی طرح فرمایا:۔

"میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے....."۔

(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء)

حضرت مسیح موعودؑ...... نے فرمایا:۔

"دعا میں اس قدر اثر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دعا سے پہاڑ چل پڑتا ہے تو میں اسے یقین کروں گا اور اگر کوئی یہ کہے کہ دعا سے درخت نقل مکانی کر جاتا ہے تو میں اسے سچ مانوں گا.... یہی تو وہ چیز ہے جو انسان کی رسائی خدا تعالیٰ تک کرا دیتی ہے"۔ (سیرت المہدی صفحہ......روایت نمبر ۴۹۹)

پھر فرمایا:۔

"دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف خاص جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری

جان تم سے نزدیک ہے......"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۷)

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

فرمایا:۔

"دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہاں تک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا بھی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچا لے گی......" (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

رمضان کی برکتوں والے مہینے سے دعا کو ایک گہرا تعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب روزوں کو فرضیت اور اس کے احکام نازل فرمائے تو ساتھ ہی فرمایا کہ:۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بھی اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور رمضان کی اہمیت اور دعاؤں کے گہرے ربط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی فرماتے ہیں:۔

"روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے:۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔

یہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے۔ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا...... "لعلھم یرشدون" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے خاص تعلق ہے اور اس کا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور یہی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے"۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۸۲)

دعاؤں کی تاثیر اور اس کی عظمتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ روزہ دار کی دعا کا مقام خدا کے نزدیک کیسا عظیم ہے۔ اور اس کی دعائیں کس طرح شرف قبولیت پاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت ایک دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"تین اشخاص کی دعا کبھی رد نہیں کی جاتی۔ ایک

امام عادل کی دعا۔ دوسرے روزہ دار کی دعا۔ یہاں تک کہ وہ افطار کرے۔ ان دعاؤں کیلئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم (اے دعا کرنے والے) میں تیری مدد کروں گا خواہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو"۔(ابن ماجہ)

پس اس مبارک مہینہ میں اپنے روزوں کو اپنی دعاؤں سے سجانا ہوگا۔ اپنے آنسوؤں سے ان روزوں کو تر رکھنا ہوگا اور خدا کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اپنے دلوں کی پیاس کو بجھانا ہوگا۔

بہت مناسب ہے کہ ان مبارک گھڑیوں میں ہمیں حضرت مسیح موعود... کی بتائی ہوئی یہ دعا کرنی چاہیئے۔ فرمایا:-

"پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۸)

دعاؤں کے اس عظیم اور سنہری موقعہ سے ہمیں فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیئے اور روزوں کا جو عظیم مقصد ہے کہ "لقاء الٰہی" اس کی صدا ہم اپنے دل میں محسوس کریں۔ "انی قریب" کی دلربا صدا ہمارے کانوں سے ٹکراتی ہوئی محسوس ہو۔

اسی مبارک گھڑی اور مبارک مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود... فرماتے ہیں:-

"اسی طرح دعا کے قبول ہونے کے اوقات بھی ہیں لیکن وہ ظاہری سامانوں کی حد بندیوں کے نیچے نہیں ہوتے بلکہ وہ انسانی قلوب کی خاص حالتوں اور کیفیات سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں وہی انسان محسوس کر سکتا ہے جس پر وہ حالت وارد ہو مگر دعا کی قبولیت کا ایک اور وقت بھی ہے جس کے معلوم کرنے کے لئے باریک قلبی کیفیات سے واقف ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ وقت رمضان کا مہینہ ہے۔ یہ آیت خدا تعالیٰ نے روزوں کے ساتھ بیان کی ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس کا روزوں سے بہت گہرا تعلق ہے اور اس کے روزوں کے ساتھ بیان کرنے کی وجہ یہی ہے کہ...... ماہ رمضان میں مسلمانوں کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی پھیلی ہوئی چیز محدود ہو جائے تو اس کا زور بہت بڑھ جاتا ہے۔ جیسے دریا کا پاٹ جہاں تنگ ہوتا ہے وہاں پانی کا بڑا زور ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے مہینے میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جو دعا کی قبولیت کا باعث بنتے جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہوتی ہے جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے۔ پھر سحری کے لئے سب کو اٹھنا پڑتا ہے اور اس طرح ہر ایک کو کچھ نہ کچھ عبادت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اس وقت لاکھوں انسانوں کی دعائیں جب خدا تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو رد نہیں کرتا بلکہ ان کو قبول فرماتا ہے۔ اس وقت مومنوں کی جماعت ایک

بقیہ صفحہ 56 پر

احکام و مسائل رمضان

(ترتیب :- ادارہ خالد)

رمضان کی آمد آمد ہے اس سلسلہ میں روزوں کے بارے میں اہم مسائل کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس طرح کے مسائل عمومی ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے حالات اور واقعات کی نوعیت کے اعتبار سے "دارالافتاء ربوہ" سے رجوع کر کے مفتی سلسلہ احمدیہ سے فتویٰ لیا جانا چاہیئے۔ بہر حال عمومی نوعیت کے مسائل و احکام درج ذیل ہیں ان کی مزید تفصیل کے لئے مرکز کی طرف سے شائع شدہ کتاب "فقہ احمدیہ (عبادات)" کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

روزہ اور نیت

روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

"روزہ صرف اس شخص کا ہے جس نے فجر سے پہلے پختہ عزم کے ساتھ روزہ کی نیت کرلی ہو"۔ (ترمذی)

بعض خاص حالات میں اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی نیت ہو سکتی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا وہ روزہ کی نیت کر لے۔ (ابوداؤد)

روزہ اور سحری

روزہ رکھنے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے اور برکت بھی اس میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ (بخاری کتاب الصوم)

البتہ یہ نہیں کہ اگر کوئی سحری نہیں کھا سکا تو اس کا روزہ ہی نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے سوال کیا گیا کہ سحری کے بغیر روزہ رکھنا (آٹھ پہر کا

روزہ) برائے تزکیہ نفس درست ہے تو فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ہر ایک نیکی کا کام اسی وقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور آنحضرت ﷺ کے عمل درآمد کے موافق ہو۔ روزہ بغیر سحری کے رکھنا آنحضرت ﷺ نے عام لوگوں کے لئے پسند نہیں فرمایا"۔ (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۰)

ایک مسئلہ

ایک شخص مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور اس نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔

اس پر حضرت مسیح موعود کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا کیونکہ اس نے اپنی طرف سے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔ (فتاویٰ مسیح موعود صفحہ ۱۲۶)

اگر انسان جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرے اور روزہ رکھنے کا وقت ہو تو حالت جنابت میں غسل سے پہلے سحری کھا کر روزہ رکھ سکتا ہے تاہم نماز سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے۔ (سوائے شرعی عذر کے)

سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں مجلس افتاء میں اس مسئلہ کے اوپر جو تحقیق جماعت کے مسلک کے طور پر سامنے آئی ہے وہ فقہ احمدیہ (عبادات) صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۰ اور "تحفۃ الصیام" از حافظ مظفر احمد صاحب صفحہ ۶۱ تا ۸۰ پر تفصیل سے درج ہے۔ خاکسار صرف اس فیصلے کو درج کر رہا ہے جو مجلس افتاء نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے توثیقی دستخط کروا کے الفضل میں شائع کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

(۱) "حضرت مسیح موعود نے سفر میں روزہ رکھنے کو حکم عدولی قرار دیا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں "مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔ حضور کا یہ فیصلہ آیت قرآنی "فعدۃ من ایام اخر" پر مبنی ہے۔ اور احادیث نبوی کے مجموعی مفہوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے سفر کی حالت میں رمضان میں روزہ رکھنے والوں کو عصاۃ (نافرمان - نافل) قرار دیا ہے جن احادیث میں رخصت معلوم ہوتی ہے امام زہری نے ان احادیث کو پہلے کی قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود نے باہر سے آنے والے احمدیوں کے لئے قادیان کو وطن ثانی قرار دیا ہے اس لئے وہ وہاں قیام کے دوران روزہ رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ رکھیں تب بھی جائز ہے۔

(۳) وطن ثانی کی طرف سفر بھی سفر ہی ہے اس لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے افطاری کے وقت سے پہلے قادیان آنے والے روزہ داروں کا روزہ کھلوا دیا تھا۔

(۴) نفلی روزہ سفر کی حالت میں جائز ہے۔

(۵) وہ تمام لوگ جن کی ڈیوٹی ہی سفر سے متعلق ہو

جیسے ریلوے گارڈ، ڈرائیور، پائیلٹ، سفری ایجنٹ، دیہاتی ہرکارے وغیرہ مقیم کے حکم میں ہونگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے"۔

(دستخط مرزا ناصر احمد)

(فیصلہ مجلس افتاء ۲۶ فروری ۱۹۶۷ء)

خلاصتہً یہ کہا جا سکتا ہے کہ سفر میں روزے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اگر سفر جاری ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔

۲۔ اگر دوران سفر کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے او سہولت میسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔

۳۔ سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۴۔ اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہے تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فقہ احمدیہ عبادات صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۰)

بیمار، مسافر کے علاوہ دودھ پلانے والی اور حاملہ عورتیں بھی بیمار کے ہی حکم میں ہیں اور روزہ نہ رکھیں گی اس طرح ماہواری کے ایام میں بھی روزہ نہیں البتہ بعد میں ان ایام کے چھوٹے ہوئے روزوں کو رکھنا ہوگا۔

ذیابیطس اور اس طرح دوسری بیماریوں میں بھی روزہ نہ رکھ سکنے کی وجہ سے فدیہ دے دینا چاہیئے۔

فدیہ

اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دے گا جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت وغیرہ اور ایسے شخص کو آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دے دینا چاہیئے۔ اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

روزہ توڑ دینا

جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ دیتا ہے وہ سخت گناہ کا کام کرتا ہے۔ ایسے شخص پر کفارہ واجب ہوگا یعنی مسلسل ساٹھ روزے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر قیمت دینا ہوگی۔

کفار دراصل توبہ کی غرض سے ہوتا ہے اور توبہ کے سلسلہ میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ کیفیت ہے لیکن اس میں یہ استطاعت نہیں کہ ساٹھ روزے رکھ سکے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکے، تو اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔

اگر کوئی شخص شدت پیاس یا کسی اور عذر کی بناء پر مجبور ہو کر روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا بلکہ صرف اس روزے کی قضاء واجب ہوگی۔

بقیہ صفحہ 22 پر

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا ــــــ (حدیث نبوی)

روزہ ــــ انسانی صحت کا محافظ

(مضمون :۔ سید محمود احمد شاہ صاحب)

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں روزے کے بارے میں فرماتا ہے :۔

یاایّھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون.
(البقرہ آیت ۱۸۴)

ترجمہ :۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بنو۔

تتقون : اتقٰی سے مضارع کا صیغہ ہے اور تقویٰ کے معنی ہیں

جعل النفس فی وقایہ ما یخاف...... وفی تعارف الشرع حفظ النفس عما یؤثم (مفرادت)

یعنی اپنے نفس کو ایسی تمام چیزوں سے ایک ڈھال کے پیچھے محفوظ کرلینا جن سے خوف محسوس کیا جاتا ہے اور شرعی نقطہ نگاہ سے تقویٰ سے مراد گناہوں سے بچنا ہے۔

اس آیت کریمہ میں خدا نے روزہ کی غرض و غایت بیان کی ہے اور وہ "لعلکم تتقون" ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں بچنا اور محفوظ کرلینا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچنا کس چیز سے ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر اس چیز سے بچنا ہے جو انسان کی اخلاقی، روحانی، جسمانی اور ذہنی قوتوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور ہر اس چیز سے بچنا ہے جو روح کی لطافتوں کی طرف ترقی میں حائل ہوتی ہے اور روح کو کثافتوں کی دلدل میں پھنسائے رکھتی ہے۔

روزہ کے نتیجہ میں انسانی روح کی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور اس کی ''''' میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے کشفی نظارے اسے نصیب ہوتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کم کھانے پینے یا بھوکا رہنے یا روزہ رکھنے کا انسانی روح سے کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان باتوں کا انسان کی روحانیت سے گہرا تعلق ہے۔ صوفیا نے کہا ہے کہ تصوف کی جان کم بولنا، کم کھانا، کم سونا ہے اور رمضان اس تصوف کی جان کا نچوڑ ہے۔

جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی ترکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے اور اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰)

اسی مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود.... فرماتے ہیں:-

"انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر ترکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں...... پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے" (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲- ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

اسی طرح آپ نے روزے رکھنے اور ان کی برکات کے متعلق فرمایا کہ:-

"میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے...... چنانچہ میں نے چھ ماہ روزے رکھے- اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں"-

پھر فرمایا:-

"جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تو ایک دفعہ طائفہ انبیاء کا مجھے ملا (کشف میں)"- (البدر جلد ۱ نمبر ۷- ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۲)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روزے کے نتیجہ میں انسان کے جسم اور روح کی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور اسے وصال الٰہی کی اعلیٰ لذتیں نصیب ہوتی ہیں- ایک حدیث میں آتا ہے کہ روزہ آگ سے اور زمانہ کی تکالیف اور ہلاکتوں سے بچاؤ کیلئے بطور ڈھال ہے- (جامع الصغیر)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:-

تصوموا تصحّوا (جامع الصغیر)

یعنی تم روزے رکھا کرو اس کے نتیجہ میں صحت مند ہو جاؤ گے- خدا تعالیٰ نے ہمیں ہر معاملے میں خواہ وہ دنیا سے تعلق رکھتا ہو یا دین سے تعلق رکھتا ہو اعتدال کی تعلیم دی ہے لیکن ہم کئی دفعہ اس اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں اور لاتسرفوا (بے اعتدالیاں نہ کرو) کی تاکید کی خلاف ورزی کر جاتے ہیں- خوراک کی بے اعتدالیاں ہی ہوتی ہیں جو انسان کو بیمار کر دیتی ہیں- انہی بے اعتدالیوں کے مضر اثرات کو دور کرنے کے لئے اور بعض دیگر مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے سال میں ایک ماہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں-

روزے کا یہ مقصد نہیں کہ انسان بھوکا پیاسا رہ کر دن گزارے- فاقہ کشی مقصود نہیں بلکہ روزے انسانی اعضاء کو آرام پہنچانے کا بہترین ذریعہ بھی ہیں-

کسی بھی چیز کو اگر بہت زیادہ استعمال کیا جائے یا اسے استعمال ہی نہ کیا جائے تو وہ خراب ہو جاتی ہے- کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بازو سے کام لینا چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل سوکھ گیا- اسی طرح وہ لوگ جو بہت زیادہ لکھنے کا کام کرتے ہیں ان کی انگلیاں جواب دے جاتی ہیں- یہی حال انسانی جسم کے تمام اعضاء کا ہے- اگر انہیں آرام دیئے بغیر

ضرورت سے زیادہ استعمال کریں گے تو یہ کئی قسم کی مہلک بیماریوں کا شکار ہو جائیں گے۔

مثلاً معدہ کو ہی لے لیں۔ اگر روزانہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا جائے اور پہلا ہضم بھی نہ ہو اور دوسرا کھا لیا جائے تو معدہ کام کرنا بند کر دے گا۔ وہ لوگ جو کھانا پکانا جانتے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایک کوکر میں اگر اس کی گنجائش سے زیادہ گوشت ڈال دیں گے تو وہ صحیح کام نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح اگر آگ پر گوشت رکھ کر اس میں ہر دس منٹ بعد پانچ چھ بوٹیاں اور ڈال دیں گے تو اس کا انجام یہی ہوگا کہ کچھ گوشت پک جائے گا اور کچھ کچا رہ جائے گا۔ پس جب ہم معدہ کو اسی طرح استعمال کریں گے کہ (۱) ضرورت سے زیادہ کھا لیا۔ (۲) پہلا کھانا ہضم نہیں ہوا اور دوسرا کھا لیا۔ (۳) دونوں کھانوں کے درمیان بھی سموسے، سینڈوچ وغیرہ سے پیٹ بھر لیا تو اس صورت میں معدہ جلد خراب ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج بعض افراد جلاب لے کر اور بعض افراد ہاضموں کھا کر کرتے ہیں۔ یہ طریق علاج بھی آہستہ آہستہ انسانی معدے کو مزید خراب کر دیتا ہے۔

ایک مشہور ہندو یوگی نے لکھا ہے کہ جو شخص یوگا کی ورزشیں کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنی غذا پر کنٹرول کرے اور مہینہ میں کم از کم ایک دو دن فاقہ کشی کرے تاکہ اس کے جسم میں زائد مادے نہ اکٹھے ہوں۔

اسی طرح ایک کتاب "یوگا" میں لکھا ہے کہ ہر روز صبح صبح پانی میں نمک ڈال کر پیئیں اور اس کے ذریعہ قے کریں تاکہ وہ فاضل غذا جو آپ کے معدے میں ہے وہ نکل جائے۔ اس حقیقت کو تو سب نے تسلیم کیا ہے کہ زائد مادے انسانی جسم کو بیمار کر دیتے ہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ مگر اس کا صحیح طریق جو اعتدال کا طریق ہے سوائے...... (دین حق) کے اور کوئی بھی پیش نہیں کر سکا اور وہ طریق "روزہ" ہے۔

..... (دین حق) کی یہ خوبی ہے کہ صرف روح یا صرف جسم کے بارے میں احکام جاری نہیں کرتا بلکہ انسان کی تمام صلاحیتوں کا خیال رکھتا ہے۔ مثلاً روزے کو ہی لے لیں۔ اس کے نتیجہ میں انسان کی اخلاقی، روحانی، جسمانی اور ذہنی قوتوں کو جلا ملتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب تک ڈاکٹر کی ہدایات کے عین مطابق دوا کا استعمال اور پرہیز نہ کیا جائے آرام نہیں آتا۔ اسی طرح جب تک روزے کے صحیح اصول و قواعد پر عمل نہیں کیا جائے گا روزے بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے جسے حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے روایت کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"روزہ اس وقت ڈھال ہے جب تک روزہ دار اسے خود گزند نہ پہنچائے" (نسائی)

پس روزہ اسی صورت حال میں ڈھال کا کام دے گا جب تک اسے صحیح طریق سے رکھا جائے۔

روزہ کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ہم اپنے سائیکل یا کار وغیرہ ایک عرصہ کے بعد اوورحال

کرواتے ہیں۔ روزہ بھی انسانی جسم اور روح کی اوورحالنگ ہے۔

روزے کے دوران صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے پر مکمل پابندی ہوتی ہے۔ روزے میں انسان دوپہر کا کھانا چھوڑ دیتا ہے اور صرف سحری و افطاری پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ دوپہر کے کھانے کے بارے میں جو نئی تحقیق سامنے آئی ہے وہ نہایت دلچسپ ہے۔ ریڈرز ڈائجسٹ ستمبر ۱۹۹۲ء میں لکھا ہے کہ:۔

"ایک جائزے سے پتہ لگا ہے کہ دوپہر کے کھانے میں ایسی غذائیں (روٹی چاول وغیرہ) عورتوں کو خوابیدہ اور مردوں کو پرسکون اور سست بناتی ہیں۔ اس جائزے سے ایک یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ چالیس سال سے زیادہ عمر کے مرد و خواتین نشاستہ دار غذائیں کھانے کے بعد چار گھنٹے تک اپنے کام پر پوری توجہ مرکوز کرنے کے قابل نہیں رہتے" (ریڈرز ڈائجسٹ (انگریزی) ستمبر ۹۲ء صفحہ ۴۴ بحوالہ ماہنامہ خالد جنوری ۹۳ء صفحہ ۲۷)

اسی قسم کی تحقیقات کا ذکر بی بی سی لندن نے اپنی نشریات کے ایک پروگرام میں کیا ہے۔ ان کے مطابق جب روزمرہ کے ٹریفک حادثات کا شماریاتی جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیادہ تر حادثات دوپہر کے کھانے کے بعد ہوتے ہیں۔

اسی تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے انسانی دماغ کا ای ای جی (EEG) کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ دوپہر کے کھانے کے نتیجہ میں دماغ کی صلاحیتیں ماند پڑجاتی ہیں۔

چنانچہ انہوں نے کئی افراد کو دوپہر کے کھانے میں صرف سینڈوچ کھلایا تاکہ یہ اندازہ کرسکیں کہ دوپہر کے وقت خوراک کم کرنے سے دماغی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ جب دوبار ای ای جی کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دماغی صلاحیتیں صحیح طور پر کام نہیں کر رہیں۔ اس کے بعد چند افراد کا ای ای جی دوپہر کا کھانا کھلائے بغیر کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ دماغی صلاحیت عمدہ طور پر اپنا کام کر رہی ہے۔ ان تحقیقات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دوپہر کے وقت کھانا کھانے سے انسانی دماغ سستی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی صلاحیتیں ماند پڑجاتی ہیں۔ پس روزے کے نتیجے میں جب ہم دوپہر کا کھانا چھوڑتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں ہمارے دماغ پر غیر معمولی مفید اثر پڑتا ہے۔

صحت مند زندگی گزارنے کی سب سے آسان ترکیب...... (دین حق) اور قرآنی تعلیم کو دل سے قبول کرلینا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس پر صحیح انداز میں عمل کرنے والا ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ ایک طبیب یمن سے عرب آیا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کی خدمت کرے اور ان کو جسمانی بیماریوں سے نجات دلائے۔ یہ طبیب ارض مقدس میں چند ماہ سکونت پذیر رہا مگر اس تمام عرصہ میں اسے کوئی بھی بیمار نظر نہ آیا جس سے وہ بہت حیران ہوا۔ آخر ایک دن اس نے امیر عرب سے عرض کی کہ جس مقصد کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ

تو پورا نہیں ہو رہا۔ امیر عرب نے فرمایا کہ اے طبیب! یہاں کے لوگ ایک مکمل قانون کے تابع انسان ہیں اور اسی قانون کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔ معین وقت پر غذا کا استعمال کرتے ہیں اور مقررہ مقدار میں کھاتے ہیں اور وہ کم کھاتے ہیں۔ کم سوتے ہیں۔ اس لئے ان مواد فاسدہ سے جو مختلف قسم کے دماغی خلل کے علاوہ طرح طرح کے امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ اکثر مبرا رہتے ہیں۔ اس حالت میں بیماری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کے بعد وہ طبیب واپس چلا گیا۔

روزوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"صبر کے مہینے (یعنی رمضان) کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کرتے ہیں" (جامع الصغیر)

روزوں کی بھی عجیب تاثیرات ہیں۔ روزے ایک طرف تو انسان کی طبعی حرارت کو اعتدال پر لاتے ہیں اور وہ ٹھنڈک جو انسان کے لئے نقصان دہ ہے اسے دور کرتے ہیں اور دوسری طرف جسم کی وہ زائد گرمی جس کا علاج ٹھنڈے شربت اور بعض اوقات املی اور آلو بخارے کے پانی سے کیا جاتا ہے روزوں کی برکت سے خود ہی دائرہ اعتدال پہ آجاتی ہے۔ اس گرمی کی واحد وجہ غذائی بے اعتدالیاں ہیں جسے روزے عمدہ طور پر کنٹرول کرلیتے ہیں اور تمام کثافتوں اور کدورتوں کو دور کردیتے ہیں۔ اگر خوراک ٹھیک سے ہضم نہ ہو یا آنتوں میں جذب ہو کر جزو بدن نہ بنے تو جسم کی مدافعت ماند پڑجاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جسم ٹھنڈا پڑجاتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اصل کل داء البرد (دارقطنی)

ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے۔

روزے کے بہت سے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزہ دار کے جسم کی حرارت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مواد ردیہ کو جلانے اور اسے ختم کرنے میں اعانت کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے بہت سی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ روزے کی وجہ سے جسمانی ٹھنڈک جو بہت سی بیماریوں کی اصل ہے ختم ہو جاتی ہے۔

روزے کا غیر معمولی مفید اثر معدے پر بھی پڑتا ہے۔ معدہ ایک ایسی چیز ہے جسے تمام حکماء بیماریوں کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ معدہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

"معدے کی مثال ایک حوض کی طرح ہے جس سے نالیاں چاروں طرف جاتی ہوں۔ اگر معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہو تو رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں"۔ (بیہقی)

ایک دوسری روایت میں فرمایا:۔

ان المعدة بيت الداء

یعنی معدہ ہی تمام بیماریوں کا گھر ہے۔

ان احادیث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اگر معدہ کی اصلاح کرلی جائے تو انسان بہت ساری بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ روزے انسانی معدہ کی

اصلاح میں مفید کردار ادا کرتے ہیں۔ انسانی جسم کو فاسد مادے کیا کیا نقصان پہنچاتے ہیں اس سلسلہ میں چند حکماء کی آراء پیش خدمت ہیں:-

طب کی ایک مشہور کتاب "اکسیر اعظم" میں لکھا ہے کہ انسان مختلف قسم کے جرائم کا ارتکاب کرنے کی طرف اس وقت رجوع کرتا ہے جب کہ اس کے بدن میں مواد فاسدہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہی مواد اسے جرائم پر آمادہ کرتے ہیں۔ اگر یہ مواد فاسدہ یہاں تک تجاوز کر جائیں کہ احتراق تک نوبت آجائے تو انسان سے عموماً سنگین قسم کے جرائم ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے قتل اور دیگر نازیبا حرکات جو شرفِ انسانی کے منافی ہیں۔ مثلاً لڑائی جھگڑا، چوری، زناکاری وغیرہ۔

حکیم عبدالرشید جیلانی لکھتے ہیں کہ دماغی ہسپتالوں میں جو مریض آتے ہیں ان کی کثیر تعداد بھی فاسد اور غیر طبعی مادوں کی وجہ سے ان امراض کا شکار ہوتی ہے اور وہاں کے ڈاکٹرز ان فاسد مادوں کا خارج کرکے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ (بحوالہ الفرقان دسمبر ۱۹۶۸ء)

مشرق کے مشہور طبیب علامہ قرشی لکھتے ہیں "اگر اس فضلے کو بدن میں رہنے دیا جائے تو اپنی کمیت اور کیفیت کی بناء پر مختلف امراض کا موجب بنتا ہے لہٰذا اس کا اخراج لازمی ہے۔

بعض لوگ فضلے کے اخراج کے لئے ادویات کا استعمال کرتے ہیں۔ اکثر اوقات ادویات کے اثرات سے فاسد مادے کے ساتھ صالح مواد بھی خارج ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جلاب کے بعد کمزوری سی محسوس ہوتی ہے۔ روزے کے نتیجہ میں قبض جسے ام الخبائث یعنی تمام بیماریوں کی جڑ کہتے ہیں دور ہو جاتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روزہ طبع انسانی کی اصلاح جس کامیابی سے کرتا ہے اس طرح کوئی دوسری شے نہیں کرتی۔

روزہ بالخصوص اعضائے ہضم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ معدہ اور آنتوں کی طبعی حرارت ان اعضاء پر اپنا تصرف و عمل جاری رکھنے کے لئے غذا کو نہیں تو لامحالہ اپنی توجہ اس مواد اور کثافتوں کی طرف کر دیتی ہے جو ان اعضاء میں باقی ہوتی ہیں اور جن سے مختلف امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ان مواد و فضلات کے بعض حصوں کو یہ طبعی حرارت نامعلوم طریقہ سے فنا یا تحلیل کر دیتی ہے اور بعض حصوں کو مجریٰ طبعی کی جانب دفع کر دینے کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔

آج کل کئی ممالک میں بہت سی بیماریوں کا علاج فاقہ سے کیا جاتا ہے۔ خصوصاً ذیابیطس کا جس کا باعث غذائی بے اعتدالیں بھی ہیں۔ ارسطو، بطلیموس اور بو علی سینا نے تسلیم کیا ہے کہ تزکیہ نفس قلب اور صفائی دماغ اور تطہیر معدہ کا بہترین ذریعہ بھوک و پیاس اور جسمانی خواہشات اور کثرت سے کھانے پینے کی حرص کو روک رکھنا ہے۔

ہمارے روزمرہ کے مشاہدے میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض جانور جب بیمار ہوں تو کھانا چھوڑ دیتے

ہیں اور اسی سے جلد صحت مند ہو جاتے ہیں۔

بعض افراد کھانے کے دوران پانی زیادہ پیتے ہیں جس سے ان کے معدے میں رطوبات کی کمی ہو جاتی ہے اور کھانا ٹھیک سے ھضم نہیں ہوتا۔ ہم لوگ جب غذا کھاتے ہیں تو معدے سے ہائیڈروکلورک ایسڈ نکل کر غذا کو نرم کر دیتا ہے اور پیپسین (PEPSIEN) اور دیگر خامرے اسے ھضم کرتے ہیں۔ جب معدے میں پانی زیادہ آجاتا ہے تو ہائیڈروکلورک ایسڈ ڈائیلیوٹ ہو جاتا ہے اور پیپسین اور دیگر خامرے اپنا کام نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں خوراک ھضم نہیں ہوتی۔

سحری کے وقت اگر ہم زیادہ پانی پی لیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ سحری کے بعد بارہ تیرہ گھنٹے ہمیں بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے۔ جب مزید پانی معدے میں نہیں جائے گا تو یہ رطوبتیں بہتر انداز میں اپنا کام کر سکیں گی اور کھانے کو صحیح طور پر ھضم کر دیں گی۔ عام دنوں میں تو انسان کھانے کے بعد بھی ہر آدھے پونے گھنٹے کے بعد پانی پیتا رہتا ہے جس کی وجہ سے ان رطوبتوں کی کمی ہو جاتی ہے۔

پس روزے کے نتیجے میں چند دنوں میں معدہ کا نظام اعتدال پر آجاتا ہے اور ریاح (گیس) کی کثرت دور ہو کر جسم میں چستی اور توانائی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

انسان سارا سال اصول صحت کے انحراف کرتا رہتا ہے اور بسیار خوری کرتا رہتا ہے۔ معدہ کچھ عرصہ تو اسے قبول کرتا ہے مگر انجام کار خراب ہو جاتا ہے۔ غیر منہضم کھانا معدہ میں گل سڑ کر ہاضمہ خراب کر دیتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں خون کم بنتا ہے اور جو بنتا ہے وہ صالح نہیں ہوتا۔

بسیار خوری سے نالیوں میں چربی چڑھ جاتی ہے۔ اس سے دل کی بیماریاں، موٹاپا، گھٹیا، گردوں کی خرابی، ذیابیطس، جلد اور پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں۔ روزے کے مفید اثرات انسانی پھیپھڑوں پر بھی پڑتے ہیں۔ انسانی پھیپھڑے بہت سا کثیف مواد جسم سے خارج کرتے ہیں۔ کثرت سے نشاستہ دار اشیاء کا استعمال پھیپھڑوں کو خراب کر دیتا ہے جس سے بعض مہلک بیماریوں کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ روزے کے نتیجے میں یہ زائد کثافتیں دور ہو جاتی ہیں جس سے پھیپھڑے صحیح رنگ میں اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔

روزے سے بلغمی مادے بھی خارج ہو جاتے ہیں اور یہ نزلہ و زکام کو دور کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ بلغم غذائی بے اعتدالیوں اور ہاضمہ کی خرابی سے پیدا ہوتی ہے اور روزہ تمام کثافتوں کو نکال دیتا ہے کیونکہ طبعی حرارت کے بڑھ جانے سے پھیپھڑوں کی قوت مدافعت قوی ہو جاتی ہے اور اخراج و پیدائش بلغم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ روزوں کے اثرات گردوں پر بھی پڑتے ہیں۔ گردے پیشاب کی شکل میں مختلف کثافتیں جسم سے خارج کرتے ہیں۔ چائے قہوے وغیرہ کے استعمال سے گردوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ روزے کی صورت میں انسان چائے وغیرہ کا استعمال کم کر دیتا ہے جس کا مفید اثر گردوں کی صحت پر پڑتا ہے۔

اسی طرح کثرت سے گوشت کھانے والے کے گردوں کو دوگنا کام کرنا پڑتا ہے۔ گوشت کا فاضل مادہ بھی گردوں کے ذریعہ خارج ہوتا ہے۔ رمضان المبارک میں گردوں کو آرام ملتا ہے جس سے ان کی کارکردگی میں بہتری پیدا ہو جاتی ہے۔

بال گرنے کی ایک بنیادی وجہ غذائی بے اعتدالیاں ہیں۔ روزے کی نتیجہ میں غذائی بے اعتدالی سے پیدا شدہ کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور جسمانی صحت کی بحالی سے بالوں کی صحت بھی بحال ہو جاتی ہے۔

بڑھاپا یا ضعف آتے ہی زائد مواد سے ہیں اور انہی سے بیماری اور موت جلد آجاتی ہے۔ بعض نادانوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس دن ہم زائد مواد کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو دنیا سے موت اٹھ جائے گی۔

موٹاپا ایسی چیز ہے جو موٹے لوگوں کو بہت پریشان رکھتا ہے۔ اسے دور کرنے کے لئے وہ کبھی تو ڈائٹنگ کا سہارا لیتے ہیں اور کبھی دوائیوں کا۔ کبھی تو سلمنگ سنٹر کا رخ کرتے ہیں اور کبھی جاگنگ اور دیگر ورزشوں سے اپنا وزن کم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر ایسے افراد روزے رکھیں اور اسی طریقہ کار کو (یعنی کھانے پینے میں اعتدال) زندگی میں رائج کر لیں تو بغیر کسی دوائی اور نقصان کے یہ لوگ اپنا وزن کم کر سکتے ہیں اور یوں ہم خرما و ہم ثواب کے تحت روزے رکھ کر نیکیاں بھی کمائیں اور سمارٹ بھی ہوں۔

ایسے افراد جو شادی کی طاقت نہیں رکھتے اور ابھی کنوارے ہیں وہ روزے رکھیں تو یہ ان کے لئے صحت کے ساتھ ساتھ پاکدامنی کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

خصاء امتی الصیام (مسند احمد)

میری امت کے لوگوں کے لئے نفس کو کنٹرول کرنے کا بہترین ذریعہ روزہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں:۔

"جس کو نکاح میسر نہ آوے چاہیئے کہ وہ اپنی عفت کو دوسرے طریقوں سے بچاوے مثلاً روزے رکھے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۸)

الغرض روحانی صحت اور جسمانی صحت کو قائم رکھنے اور عمر کو بڑھانے کے لئے روزہ ایک بہترین ٹانک ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جو کہ بارہا تجربۃً ثابت ہو چکی ہے۔ یہاں پر حضرت مصلح موعود کے دو اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور ترو تازگی کا احساس ہوتا ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ سورۃ البقرۃ صفحہ ۳۷۵)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"روزے کئی قسم کی امراض سے نجات دلانے کا موجب بن جاتے ہیں۔ آج کل تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہیں اس وجہ سے ہیں کہ

بقیہ صفحہ 56 پر

ماہِ رمضان اور صدقات

(مُرسلہ :- اے - ایچ - آسی - لاہور)

رمضان کے مہینے کو تمام مہینوں کا سردار کہا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس مہینے میں تمام عبادتیں (سوائے حج کے) جمع ہو جاتی ہیں اور ایک ساتھ بہت ساری نیکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں جن کو بجا لانے کا مومن کو موقعہ مل جاتا ہے۔ ان نیکیوں میں سے ایک نیکی صدقہ بھی ہے۔ صدقہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ ایک اور حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح بھڑکتی ہوئی آگ خشک لکڑیوں کو......

پس اس مہینہ میں آنحضرت ﷺ کے مبارک اسوۂ حسنہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں بھی آپ ﷺ نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

رمضان میں صدقات و خیرات اور سخاوت کے بارے میں بخاری کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور

رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

چنانچہ آنحضور ﷺ عام طور پر جو سخاوت فرماتے تھے اس سلسلہ میں واقعات پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا آپ ﷺ نے اسے خالی نہیں لوٹایا بلکہ اسے کچھ عطا فرمایا۔

ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپ نے دو پہاڑیوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا پورا ریوڑ اس کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جا کر کہا اے میری قوم اسلام قبول کر لو محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ فقر و غربت کا ان کو خوف ہی نہیں (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ ایک نیا جبہ پہن کر ایک مجلس میں تشریف لائے ایک صحابیؓ نے مانگ لیا آپ ﷺ نے اسے دے دیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضور سے مانگا گیا یا کوئی سوال کیا گیا آپ ﷺ نے کبھی جواب میں "لا" نہیں فرمایا۔ یعنی کبھی آپ ﷺ کی

زبان سے نہ نہیں نکلی۔ (بخاری)

مشہور شاعر فرزدق نے خوب کہا ہے جس کا حقیقی مصداق آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذات نظر آتی ہے

مَاقَالَ لَاقَطُّ اِلَّافِی تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمٗ

کہ کبھی وہ "لا" یعنی نہ کا لفظ زبان پر نہیں لایا سوائے اس "لا" کے جو اشھدان لاالٰہ الا اللہ میں آتا ہے کہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کی یہ نہیں بھی ہاں میں بدل جاتی۔

الغرض یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت کا عام معمول تھا رمضان میں یہ سخاوت پورے جوبن پر ہوتی تھی چنانچہ حضرت ابن عباسؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سوالی کو عطا فرماتے۔ (بیہقی)

الغرض رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت ثواب ہے حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان و نفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (جامع الصغیر)

کیونکہ اس خرچ سے بھی انسان سحری اور افطاری کا انتظام کرتا ہے اور یہ خرچ بھی عبادت پر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بھی ثواب رکھا ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے اور نفلی صدقہ کرنے والے کو ستر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (بیہقی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ (ترمذی)

بس صدقہ و خیرات دراصل وہ سبق ہے جو روزہ ہمیں سکھلاتا ہے۔ جب انسان خود بھوکا رہتا ہے تو اسے اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کرنے کی تحریک ہوتی ہے۔ روزوں کے فدیہ کے طور پر جو مسکین کو کھانا مقرر کیا گیا اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ بھوکوں اور مسکینوں کو بھی کم از کم رمضان میں تو کھانا مل جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں...... دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے"۔ (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۷۵-۳۷۶)

برکاتِ سحر و افطار

(مضمون:۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب)

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں افطار و سحر کی اہمیت اور اس کی فضیلت اور برکات کے متعلق کچھ گزارشات پیش ہیں۔ تاکہ اسوہ رسول اکرم ﷺ اور .... کی روشنی میں ہم ان سے استفادہ کر سکیں اور مختلف تکلفات سے بچتے ہوئے ان کے ثمرات اور برکات سے ہم محروم نہ ہوں۔

سحری

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

"مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ (بخاری کتاب الصوم)

سحر کے معنے صبح کے ہیں اور "السحور" کا لفظ علی الصبح کھانا کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی۔ مسلمانوں کو سحری کا حکم ہوا اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب یعنی یہود کے روزہ میں فرق سحری کا کھانا ہے۔ (ابوداؤد) اس لئے امت محمدیہ کے افراد سحری کے حکم کے شکرانہ کے طور پر ضرور سحری کھایا کریں۔ سحری کا وقت آدھی رات کے بعد فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

پسندیدہ امر یہ ہے کہ سحری آخری وقت میں کی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہیں گے جب تک سحری میں تاخیر کرتے رہیں گے (ترمذی) نیز فرمایا کہ صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو۔

آنحضرت ﷺ نے سحری کی اہمیت اور برکت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ سحری کھایا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی یا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو۔

سحری کے بغیر روزہ رکھنا پسندیدہ امر نہیں۔ البتہ کسی مجبوری کی بنا پر اگر سحری نہیں کھائی جاسکی تو یہ نہیں کہ روزہ ہی نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کی سنت اور صحابہ کے تعامل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک عہد میں سحری میں دیگر احباب کو مدعو کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عریاض بن معاویہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے رمضان میں سحری کے کھانے کے لئے

مجھے دعوت دی اور فرمایا کہ مبارک کھانے کو کھاؤ۔

افطاری

حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہیں گے جب تک روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ (بخاری کتاب الصوم)

یہودی اور نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں بہت تاخیر کرتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ افطاری جلد کرنی چاہیئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو جب افطاری کا وقت ہوجائے تو وہ سب سے جلدی افطاری کرتے ہیں۔

(ترمذی)

افطاری کے بارے میں قرآنی حکم ہے کہ "ثم اتموالصیام الی اللیل" کہ روزہ رات تک پورا کرو۔ یہاں رات سے مراد اس کا پہلا حصہ ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو دن ختم ہوجاتا ہے اور رات شروع ہو جاتی ہے۔ ان میں حد فاصل غروب آفتاب ہے۔ اس امر کی وضاحت ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی ہوتی ہے جن

میں جلدی روزہ افطار کرنے کا ارشاد ہے اس طرح "الی اللیل" یعنی رات تک۔ کے الفاظ سے جو غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو سکتا تھا اس کا ازالہ فرما دیا۔ اس غلط فہمی کے باعث آج کل بھی بعض لوگ افطاری میں تاخیر کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:۔

"حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ اپنی حلال کی کمائی میں سے افطار کراتا ہے فرشتے رمضان کی تمام راتوں میں اس پر درود بھیجتے ہیں اور جبریل علیہ السلام افطاری والی رات اس سے ملاقات کرتے ہیں اور جس سے جبریل ملاقات کرتے ہیں اس کے آنسو بڑھ جاتے ہیں اور اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر اس کے پاس روزہ افطار کرانے کے لئے کوئی چیز نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وہ روٹی کے ایک نوالے یا روٹی کے ایک ٹکڑے سے افطار کرادے۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کھانے کی کسی معمولی چیز سے۔ اس نے عرض کی جس کے پاس یہ بھی نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دودھ کے ایک گھونٹ سے۔ اس نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر وہ پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرادے۔

روزہ افطار کروانے کا ثواب بھی بہت ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہوتا ہے:۔

"حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاں روزہ افطار فرمایا۔ پھر فرمایا تمہارے ہاں روزہ داروں نے روزہ افطار کیا اور تمہارا کھانا نیک لوگوں نے تناول فرمایا اور تم پر فرشتوں نے درود بھیجا"۔ (سنن ابی ماجہ)

"حضرت زید بن خالد الجہنیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو روزہ داروں کا روزہ افطار کراتا ہے تو اسے ان سب روزہ داروں کے اجر کے برابر اجر ملتا ہے اور ان روزہ داروں کے اجر میں میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی"۔ (سنن ابی ماجہ)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب رات کا وقت شروع ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے تو تمہیں روزہ کھول دینا چاہیئے۔ (ترمذی)

روزہ کی افطاری کا وقت بہت بابرکت وقت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔ (بخاری) ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو آگ سے آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ عمل روزانہ شام کو ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افطاری کا یہ وقت بہت ہی بابرکت اور قبولیت دعا کا وقت ہے جب کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ "رمضان تو دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ تو کیا ہی اچھا ہو کہ افطاری کی اس بابرکت اور قبولیت دعا کی گھڑی کو کبھی ضائع نہ کیا جائے اور افطاری سے کچھ وقت پہلے وضو کر کے تخلیہ میں بیٹھ کر خدا کے حضور دعائیں کی جائیں اور یوں افطاری کی جائے۔

آج کل ہمارے اس معاشرے میں دیکھنے میں آیا ہے کہ افطار پارٹیاں بھی پر تکلف کھانوں اور دکھاوے کی بدولت "ایک رسم" کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ روزہ افطار کرانے کا ثواب تو بہت ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ اس ثواب کو بھی حاصل کیا جائے اور افطاری کے وقت کی دوسری نیکیوں سے بھی محروم نہ رہا جائے اور افطاری میں تکلفات اور دکھاوے اور وقت کے ضیاع سے احتراز کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ افطار کرنے میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک آپ کے خادم خاص بیان کرتے ہیں کہ حضور تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور نہ ملتی تو پانی سے بھی افطار کر لیتے۔ (ترمذی)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے کوئی نمک سے بعض پانی سے بعض روٹی سے افطار کر لیتے تھے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کریں"۔

(تفسیر کبیر جزو ثانی صفحہ ۳۹۶)

بقیہ از صفحہ 39

کرب کی حالت میں ہوتی ہے پھر کس طرح ممکن ہے کہ ان کی دعا قبول نہ ہو.......

پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "قریب" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ البقرۃ صفحہ ۴۰۹)

پس آج ہر احمدی کو اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنانا ہوگا۔ اور رمضان کی دعاؤں کے ذریعہ آج کی دنیا کے دکھوں کا علاج کرنا ہوگا اور "دین حق" کو غالب کرنا ہے تو یہ دعائیں ہی ہیں جن کے ذریعہ ہم غالب آئیں گے کیونکہ خدا کی طرف سے ہمیں یہی ایک ہتھیار دیا گیا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ... فرماتے ہیں:-

"خوب یاد رکھو کہ دعا وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کے لئے مجھے آسمان سے دیا گیا ہے اور اے میرے دوستوں کی جماعت! تم صرف اسی حربہ سے غالب آسکتے ہو۔ تمام نبیوں نے اول سے آخر تک اس ہتھیار کی خبر دی ہے اور سب نے فرمایا کہ مسیح موعود دعا اور بارگاہ رب العزت میں تضرعات کے ذریعہ سے ہی فتح حاصل کرے گا"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۸۰)

بقیہ از صفحہ ۵۰

انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے...... اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ نمبر)

یہ مبارک ایام جہاں ہماری صحت و سلامتی کے ضامن بن کر آتے ہیں وہاں رمضان کے یہ روزے ہمارے لئے ایک پیغام بھی لاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تم ایک مہینہ میں تو بڑے ذوق و شوق سے اپنی روحانی غذا کو حاصل کرتے ہو اور اپنی روح کی کثافتوں کو دور کرنے میں لگے رہتے ہو باقی گیارہ ماہ بھی اسی طرح جہاد جاری رکھنا۔

جس طرح رمضان المبارک میں تم نے اپنے نفس پر کنٹرول کیا ہے اور کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیا ہے اسی طرح سارا سال کرنا۔ کیونکہ اگر تم ایک ماہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکتے ہو تو ایسا سارا سال بھی کر سکتے ہو۔

یہ بھی یاد رکھو کہ ان باتوں کا فائدہ تمہیں ہی ہوگا کیونکہ روزے کا مقصد ہی "لعلکم تتقون" ہے۔ تاکہ تم سچے متقی بن سکو۔ تاکہ تم اپنے جسم کو بے قاعدگیوں سے بچا سکو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا

(مقالہ نگار:- مکرم نصیر احمد صاحب انجم)

پیشگوئی مصلح موعود حضرت مسیح موعود.... کی ایک عظیم پیشگوئی ہے۔ اس میں موعود مصلح میں پائی جانے والی باون علامات میں سے ایک اہم علامت یہ بیان ہوئی ہے:-

"....اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:-

کہ خدا کے فرستادے دنیا کے جھمیلوں میں پھنسے ہوئے مصیبت زدہ انسانوں کے پھندے اور طوق ہٹانے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو مصداق پیشگوئی مصلح موعود تھے نے اپنی حین حیات میں یہ کارنامہ سرانجام دیا۔

پیشگوئی کا ایک پہلو، روحانی اسیروں کی آزادی

کتنی ایسی روحیں تھیں جو مادی آلائشوں میں جکڑی ہوئی تھیں مگر آپ کے انفاس طیبہ نے انہیں آسمان روحانیت کے بلند پرواز اور آزاد پنچھی بنا دیا۔ کتنے ہی ایسے دل تھے جو شرک کی لعنت میں گرفتار تھے۔ آپ کی قوت قدسیہ سے توحید کی آزاد فضا میں سانس لینے لگے۔ رسوم و رواج کی بلاؤں میں گرفتار اخلاق سوز معاشرے کو آپ نے شریعت .... کے ایسے حسین نمونے عطا کئے کہ وہ تشکک و ارتیاب کی پر خار وادیوں سے نکل کر یقین و ایمان کے جادہ مستقیم پر آگئے۔

آپ کی روحانیت سے بھرپور تقاریر و خطبات اور دو صد سے زائد مطبوعہ کتب ہزاروں اسیروں کی رستگاری کا موجب بن رہی ہیں۔ چنانچہ ایک غیر مسلم دوست دھرم اننت سنگھ پرنسپل خالصہ پرچارک و دیالہ ترنتارن نے اپنے تاثرات میں قادیان اور دیگر ہندوستان کے ماحول کا خوب موازنہ کیا ہے۔ وہ

رقمطراز ہیں:-

"اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ مختصر الفاظ میں انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ نیک بننا اور نیکوں کی زیارت کرنا۔ ہزہائی نس مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب آف قادیان ان خوش قسمت اور بلند ہستیوں میں سے ہیں جو اپنی زندگی میں اس اصول پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی زیارت کرنا اور آپ کے ارشادات سننا ایک سعادت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض مخصوص لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ کرسمس کے ایام میں جب کہ لوگ کثرت سے دریاؤں، پہاڑوں، عمارتوں اور دوسری بے جان چیزوں اور نظاروں کو دیکھنے پر اپنا وقت اور قوت عمل ضائع کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کے بعض مخصوص بندے قادیان کو بھاگتے ہیں تا ان بابرکت مسرتوں سے لطف اندوز ہو سکیں جو تمام مذاہب کے نیک اور مخلص لوگوں کے لئے آئندہ مقدر ہیں۔ میں نے جماعت احمدیہ کے دو سالانہ جلسے یعنی ۳۷ء اور ۳۸ء کے دیکھے ہیں۔ وہاں میں نے خوبی ہی خوبی دیکھی ہے۔ میں نے کسی کو تمباکو نوشی، فضول بکواس کرتے، لڑتے جھگڑتے، بھیک مانگتے، عورتوں پر آوازیں کستے، دھوکا بازی کرتے، لوٹتے اور لغو طور پر ہنستے نہیں دیکھا۔ شرابی، جواری، جیب تراش اس قسم کے بدمعاش لوگ قادیان کی احمدی آبادی میں قطعاً مفقود ہیں۔ یہ کوئی معمولی اور نظر انداز کرنے کے قابل خصوصیت نہیں۔ کیا یہ بات براعظم کے کسی اور مقدس شہر میں بھی نظر آسکتی ہے۔ یقیناً نہیں۔ بہت مقامات پر پھرا ہوں اور پورے زور کے ساتھ یہ بات ہر جگہ کہنے کو تیار ہوں کہ بجلی کے زبردست جنریٹر کی طرح قادیان کا مقدس وجود اپنے سچے متبعین کے قلوب کو پاکیزہ علوم سے منور کرتا ہے اور قادیان میں احمدیوں کی قابل تقلید نگری اور کامیابی کا راز یہی ہے"۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت ۸/۵۴۷)

پیشگوئی کا دوسرا پہلو

اسیری کے اس مفہوم کے علاوہ عربی لغت میں اسیر اس شخص کو کہتے ہیں جو جنگ کے بعد مفتوح ہو کر دشمن کے ہاتھ پڑ جائے اور دشمن کو اختیار ہو کہ جو چاہے اس سے سلوک کرے۔ عجیب بات ہے کہ جب یہ پیشگوئی علیم و خبیر خدا اپنے مامور کو عطا کر رہا تھا اس وقت عالم اسلام مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک غیر مسلم اقوام کا اسیر ہو گیا تھا۔ اسی طرح براعظم افریقہ یورپین قوموں اسیر بن کر رہ گیا تھا۔ کسی جگہ بلجیئم نے قبضہ کرلیا۔ کسی جگہ فرانس ٹوٹ پڑا۔ کسی جگہ پرتگیز کسی جگہ جرمن، کسی جگہ اٹلی اور کسی جگہ فرنگیوں نے پنجے گاڑ دیئے تھے۔ اور براعظم افریقہ ۵۰ ممالک میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اس کا سونا، لوہا، پیتل اور دیگر معدنیات یورپ کو جانے لگیں اور لاکھوں باشندے غلام بنا کر ان ممالک میں لائے گئے جہاں ان سے ذلیل کام لئے گئے۔ وہ اپنی شومئ قسمت پر نوحہ گری کے سوا کچھ نہ کر پاتے۔

ان حالات میں جب ۱۹۱۴ء میں حضرت مصلح موعود سریر آرائے تخت ..... ہوئے تو اسی سال اہل صلیب میں پھوٹ پڑ گئی۔ پہلی جنگ عظیم ہوئی۔ عالم کباب ہوا۔ خدا کی تجلیات اور اسیروں کی رہائی کے اسباب ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور پھر جب ۱۹۴۴ء میں آپ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو پے در پے درجنوں ممالک اسیری اور غلامی کی لعنت سے آزاد ہونا شروع ہو گئے۔ سب سے پہلے ۴۷ء میں ہندوستان اور پھر انڈونیشیا جہاں کروڑوں کی تعداد میں مسلم آبادی مسلسل مظالم کا نشانہ بن چکی تھی آزاد ہوئے۔

اور خاص طور پر افریقہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوئی کیونکہ اسے تاریک براعظم کہا جاتا تھا۔ نسلی امتیاز کے بد ترین اور شرمناک واقعات روز جنم لیتے اور اپنی موت آپ مر جاتے۔ کالے جو اس سرزمین باشندے تھے گوروں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتے تھے۔ واقعۃً ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک ہو رہا تھا۔ حضرت مصلح موعود نے ان کروڑوں اسیروں کی رستگاری کے لئے اپنے مشنری بھی روانہ کئے جنہوں نے ان اقوام کو دنیاوی آقاؤں کی غلامی سے نجات دلا کر واحد اور سچے خدا کی قابل فخر غلامی کا راستہ دکھایا۔ خدائی تصرف اور آپ کی روحانی توجہ سے درج ذیل ممالک کے اکیس کروڑ اسیروں نے آپ کے پر شکوہ عہد میں نجات پائی۔ سینیگال، گنی، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، غانا، ٹوگولینڈ نائجیریا، موریطانیہ، مراکش، تیونس، لیبیا، مصر، سوڈان، چاڈ، کیمرون، وسطی افریقہ، ایتھوپیا، صومالی لینڈ، کانگو، گابان، ملاگیسی، ٹانگانیکا۔

اتنی قوموں کا اتنے قلیل عرصہ میں آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہونا یقیناً ایک عظیم الشان خدائی نشان ہے بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں، سننے کے لئے کان، سوچنے کے لئے دل اور حق کا اقرار کرنے کے لئے زبان عطا ہو۔

پیشگوئی کا تیسرا پہلو

اس پیشگوئی کا تیسرا پہلو وہ مساعی حسنہ ہیں جو حضرت مصلح موعود نے عملی طور پر قوموں اور افراد کی آزادی کے لئے اختیار فرمائیں۔ ان کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے:-

تحریک شدھی

۱۹۲۲ء میں متعصب ہندوؤں نے کھل کر یہ تحریک چلائی کہ جن مسلمانوں کے آباء و اجداد نے کبھی ہندو دھرم چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا انہیں واپس ہندو دھرم میں داخل کیا جائے۔ اس کے لئے انہوں نے ملکانہ کے علاقوں میں بے علم اور غریب مسلمان راجپوتوں کو شدھ کرنا شروع کر دیا۔ تبلیغ کی آڑ میں آریوں نے طرح طرح کے لالچ اور دھمکیوں سے مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کر دیا اور روز بروز اس ناپاک مہم میں دلیر ہوتے گئے۔ بعض حساس مسلمانوں نے اس سیل عظیم کی تباہ کاریوں کو محسوس کیا مگر اپنے

آپ کو بے بس پا کر انہوں نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں فتنہ کے تدارک کے لئے درخواست کی۔

آپ نے.... (دین حق) کی تڑپ میں فوراً ہی ایک مفصل سکیم جماعت کے سامنے رکھی اور افراد جماعت اپنے محبوب امام کے ارشاد پر جانی و مالی قربانیوں کی ایک مثال بن گئے۔ صرف ایک ماہ میں ۱۴۰ واعظ اور ۵۰ ہزار سے زائد رقم اس غرض کے لئے اپنے آقا کے حضور پیش کر دی۔

چنانچہ مختلف وفد ان علاقوں میں گئے جن میں علماء، اساتذہ، طلبہ، وکلاء، تجار، امراء، ہر طبقہ سے لوگ شامل تھے جنہوں نے ہر آرام کو تج کر کے اور ہر تکلیف برداشت کر کے ہزاروں افراد کو ہمیشہ کے لئے ہندو کی غلامی میں جانے سے بچا لیا اور دوبارہ انہیں مسلمان بنایا۔ احمدیوں کی اس خدمت کا ذکر اخبار "زمیندار" نے یوں کیا:۔

"احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے"۔

(زمیندار ۸ اپریل ۱۹۲۳ء، بحوالہ خالد ۱۹۶۶ء)

تحریک آزادی کشمیر

کشمیر کی وادی جو جنت نظیر کہلاتی ہے۔ جسے دیکھ کر کسی صاحب دل نے کہا تھا:۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اس جنت ارضی کو ہوس کے پجاریوں نے جس طرح جہنم کا روپ دیا یہ کہانی طویل ہے۔ انگریز نے سارے کشمیر کو راجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا۔ گویا سارا ملک غلام بنا دیا گیا۔ سکھ راج اور ڈوگرہ راج میں مسلمان انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھے حتی کہ بارات کے ساتھ جاتے ہوئے دولہے کو معمولی سرکاری کارندہ بیگار کے لئے لے آتا اور وہ "ہائے موجے" یعنی ہائے ماں کی کربناک آواز کے سوا کچھ نہ کر پاتا۔ مساجد اور قلعے مسمار کر دیئے گئے اور وادیوں میں اذان دینے کی سزا زبان کاٹنا قرار دی گئی۔ مسلمانوں کا خون اتنا ارزاں ہو چکا تھا کہ اگر کوئی سکھ کسی کشمیری مسلمان کو بے دریغ قتل کر دے تو اسے ۱۶ سے ۲۰ روپے سزا ہوتی جس میں سے صرف دو روپے مقتول کے ورثاء کو دیئے جاتے۔ الغرض ہر کشمیری یہ کہہ رہا تھا:۔

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

یہیں پر بس نہیں ہوتی۔ مظلومین کشمیر جس اذیت ناک مظالم سے گزرے اس کے تصور سے آج رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلمان راجے کو گرفتار کر کے گلاب سنگھ کے سامنے لایا گیا تو اس نے راجے کی کھال پاؤں سے شروع کر کے سر تک اتارنے کا حکم دیا کیونکہ اگر سر کی طرف سے شروع کی جائے تو دماغی صدمے سے انسان جلد مر جاتا ہے۔ مگر دوسری صورت میں اذیت میں اضافہ کرنا مقصود تھا۔ اس ہولناک کاروائی کے وقت راجے کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جب مظلوم کی کھال ٹانگوں سے اوپر تک اتر چکی تو اس نظارے کی تاب نہ لاتے ہوئے گلاب سنگھ کے بیٹے نے منہ دوسری طرف پھیر لیا مگر سفاک راجہ نے بیٹے کی گردن پھر موڑ دی کہ ادھر دیکھو ورنہ حکومت کیسے چلاؤ گے۔ جب کھال چھاتی تک اتر چکی تو مسلمان راجے

نے پانی پینے اور بیوی بچوں کو دیکھنے کی آخری خواہش کی جسے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا اور اسی بے بسی کے عالم میں اس کی کھال گردن تک اتاری گئی اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (ہنگامہ کشمیر صفحہ ۸۔ بحوالہ تاریخ احمدیت ۶/۳۹۲)

حضرت مصلح موعود امامت سے پہلے ۱۹۰۹ء اور امام بننے کے بعد ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۹ء میں کشمیر تشریف لے گئے۔ آپ نے ان حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کا حساس دل انسانیت کی اس تذلیل پر تڑپ اٹھا اور آپ نے عملی طور پر آزادی کشمیر کے لئے کوشش شروع کر دی۔ آپ نے اخبار "انقلاب" میں کشمیر کانفرنس کے بارے میں مضمون لکھا جس میں فرمایا:۔

"میرے خیال میں کشمیر کانفرنس نے جو کام اس وقت کیا ہے وہ قابل قدر ہے لیکن یہ سوال اس قسم کا نہیں کہ جس کو باقی مسلمان کشمیریوں کا سوال کہہ کر چھوڑ دیں۔ مسلمانان جموں و کشمیر کو اگر ان کے حق سے محروم رکھا جائے تو اس کا اثر صرف کشمیریوں پر ہی نہیں پڑے گا بلکہ سارے مسلمانوں پر پڑے گا۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے مسلمان تماشائی کے طور پر اس جنگ کو دیکھتے رہیں...." (الفضل ۱۶ جون ۱۹۳۱ء)

یہ تاریخی مضمون جنگ آزادی کا بگل ثابت ہوا۔ اس کے بعد دیگر اخبارات اور زعماء نے بھی حضور کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے جلد کشمیر کانفرنس منعقد کرنے کے لئے آواز اٹھائی۔ ہر طرف ایک بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔ یوم کشمیر منانے کی تجویز ہوئی مگر مختلف شہروں میں مختلف تاریخ مقرر کر دی گئی۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے ایک نظام مقرر کرنے کی طرف ایک مضمون لکھ کر توجہ دلائی اور فرمایا:۔

"جب تک کل ہند بنیاد پر کوئی تحریک جاری نہ کی گئی اور ان مشکلات کو سوچ کر کوئی قدم نہ اٹھایا گیا اس وقت تک یہ سوال کبھی حل نہ ہوگا"۔ (الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

آپ نے فرمایا کہ سارے ہندوستان میں ایک ساتھ کشمیر ڈے منایا جائے اور فی گاؤں ۵ روپے چندہ بھی وصول کیا جائے تو تین لاکھ روپیہ صرف پنجاب سے جمع ہو سکتا ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب مفتی ضیاء الدین ضیاء نے نوحہ کشمیر میں لکھا:۔

"آغاز تحریک آزادی میں مظلوم کشمیریوں کی طرف سے زعماء ہندوستان کی خدمت میں خطوط بھیجے گئے جن میں ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال صاحب (شاعر مشرق) جناب شیخ صادق حسن صاحب امرتسری، امام جماعت احمدیہ اور خواجہ حسن نظامی بھی شامل ہیں اور کہا گیا کہ مظلوموں کی مدد کیجئے۔ سب کی طرف سے یہ جواب آیا کہ آپ نے ایسے خطرناک کام میں کیوں ہاتھ ڈالا اور بس۔ صرف امام جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے یکمشت ایک خطیر رقم مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے موصول ہو گئی"۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت ۶/۴۲۳)

۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو ایک مقدمہ میں مسلمانوں پر سر بازار گولی چلا دی گئی۔ متعدد مسلمان لیڈر گرفتار کر لئے گئے تو آپ نے احتجاجاً وائسرائے ہند کو تار بھیجا۔ نیز عمائدین ہندوستان کو خطوط لکھے اور ۲۵ جولائی کو شملہ جمع ہونے کے لئے فرمایا۔ آپ کی درخواست پر بہت سے ۰۰۰ لیڈر جن میں حضور انور کے علاوہ خواجہ حسن

نظامی، سر میاں فضل حسین، علامہ اقبال، سر ذوالفقار علی خان، میرک شاہ صاحب شامل ہیں۔ مقررہ تاریخ پر سب شملہ جمع ہوئے اور باہمی مشورہ سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اور جب کمیٹی کی صدارت کا نازک مرحلہ آیا تو ڈاکٹر اقبال نے حضرت مصلح موعود کا نام صدارت کے لئے تجویز کیا جس کی جملہ احباب نے تائید کی۔ حضرت مصلح موعود نے انکار کیا مگر ہر طرف سے اصرار بڑھتا گیا اور کہا گیا کہ اگر آپ ڈکٹیٹر بھی بنیں تو ہم آپ کے کارندے ہوں گے۔ بالاخر آپ نے پریذیڈنٹ بننا قبول فرمایا۔ بعد میں علامہ سر محمد اقبال صاحب نے ملک غلام فرید صاحب کو اس واقعہ کے متعلق بتایا کہ:-

"ہم نے سوچا کہ ہندوستان میں صرف ایک ہی شخصیت ہے کہ اگر وہ اس تحریک کی قیادت منظور کر لے تو دیانتدار کارکن بھی مہیا کر لے گی۔ سرمایہ بھی جمع کر لے گی۔ وکلاء وغیرہ بھی خود ہی دے گی۔ اخبارات میں، ولایت میں اور یہاں بھی پراپیگنڈا وہ خود کر لے گی اور وائسرائے اور اس کے سیکرٹریوں سے ملاقات بھی وہ خود کر لے گی وہ شخصیت مرزا محمود احمد ہیں"۔ (بحوالہ ہفت روزہ لاہور ۲۴ مئی ۱۹۶۵ء)

حضرت مصلح موعود کی قیادت میں مسلمان بالعموم اور احمدی بالخصوص اپنے تمام وسائل مسلمانان کشمیر کی بھلائی کے لئے بروئے کار لانے پر کمر بستہ ہوگئے۔ پریس اور حکومت سے ملاقاتیں، جلسے، لٹریچر غرض ہر ممکنہ طریقے استعمال کئے گئے۔ جماعت احمدیہ میں کشمیر ریلیف فنڈ جاری کیا گیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء کو کشمیر ڈے منایا گیا۔ یوں ان کوششوں کے طفیل کشمیریوں کو متعدد بنیادی حقوق حاصل ہوگئے جس کا خلاصہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے یوں کھینچا ہے:-

"نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نہایت قلیل عرصہ کی جنگ کے بعد، ہاں اتنا قلیل عرصہ جو قوموں کی زندگی میں ایک سانس کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ نہ صرف ریاست نے بلکہ ایک طرح سے حکومت انگریزی نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور کشمیر کا صدیوں کا غلام آنکھیں کھول کر آزادی کی ہوا کھانے لگا۔ اہل کشمیر کو اسمبلی ملی۔ پریس کی آزادی ملی۔ مسلمانوں کو ملازمتوں میں برابر کے حقوق ملے۔ فصلوں پر قبضہ ملا۔ تعلیم کی سہولتیں ملیں۔ جو بات نہیں ملی اس کے ملنے کا رستہ مل گیا۔ اہل کشمیر نے پبلک جلسوں میں امام جماعت احمدیہ زندہ باد اور صدر کشمیر کمیٹی زندہ باد کے فلک بوس نعرے لگائے اور اپنی عقیدت اور شکر گزاری کے پھول آپ کے قدموں پر لا کر رکھے اس وقت آپ کشمیر اور پنجاب کے تسلیم شدہ ہیرو تھے۔ (سلسلہ احمدیہ)

چنانچہ خود حضور فرماتے ہیں:-

"غرض کشمیر کے لوگوں کو جو کچھ ملا ہے وہ میری جدوجہد کے نتیجہ میں ملا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر کشمیر کے لوگ جلدی نہ کرتے تو گورنمنٹ آف انڈیا کی معرفت جو سمجھوتا ہوتا اس میں انہیں زیادہ حقوق مل جاتے اور گائے کا سوال بھی حل ہو جاتا۔ (الموعود صفحہ ۱۷۶)

اس کے بعد وہی ہوا جس کا خدشہ حضرت مصلح موعود کو تھا۔ بعض عناصر اس مقبولیت کو برداشت نہ کر سکے اور اس خالص انسانی ہمدردی کے مسئلہ کو مذہبی تبلیغ قرار دیا گیا۔ ان حالات کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے ۱۹۳۳ء میں کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

کچھ عرصہ بعد شیخ عبداللہ اور کئی دوسرے لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ انہوں نے جیل سے موجودہ کشمیر کمیٹی کو چھوڑتے ہوئے حضور کی خدمت میں خطوط لکھے کہ ہم مظلوموں کی مدد کریں۔ اسی طرح ہر خطہ کشمیر کے مسلمانوں کے محضر نامے بھیج کر آپ سے التجا کی کہ ہماری حمایت جاری رکھیں۔ آپ نے انہیں یقین دلایا کہ میں اور جماعت ہمیشہ وعدہ کے مطابق اہل کشمیر کی بہبود کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔

فرقان بٹالین

۱۹۴۸ء میں جب کشمیر پر بھارت نے قبضہ کر لیا تو حضور احمدی جوانوں کی ایک فورس قائم کرنے کا ارشاد فرمایا جس کا نام "فرقان بٹالین" رکھا گیا۔ چنانچہ اس جہاد میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے سینکڑوں احمدیوں نے ایک عرصہ تک آزادی کشمیر کے لئے ایک محاذ پر تاریخی و یادگار خدمات انجام دیں۔

تحریک پاکستان

آزادی پاکستان کی تحریک میں حضرت مصلح موعود کی مساعی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔ محترم رئیس احمد صاحب جعفری نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں احمدیہ جماعت کی گرانقدر مساعی کا برملا اعتراف کیا ہے۔ اور اپنی کتاب "تاریخ مسلم لیگ" میں "اصحاب قادیان اور پاکستان" پر ایک باب لکھا ہے جس کے آخر میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"مسلم قوم کی مرکزیت، پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید، مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش، عامہ المسلمین کی صلاح و فلاح، نجاح و مرام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں۔ پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیو بند کا شیخ الحدیث؟ وہ بھی نہیں پھر کون ہے؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے۔ جن کا ایمان اور عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محل نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

(صفحہ ۴۵۳-۴۵۴)

اسی طرح امت مسلمہ کی خاطر حضرت مصلح موعود نے جو چوتھی لڑائی لڑی اس کا ذکر اخبار مشرق

نے ان الفاظ میں کیا ہے

"جناب امام جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک پر ورتمان پر مقدمہ چلایا گیا۔ آپ ہی کی جماعت نے "رنگیلا رسول" کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل خانے جانے سے خوف نہ کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر کو عدل و انصاف کی طرف مائل کیا۔ اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں کے ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی قوم یا جمعیت سے مرعوب نہیں اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے"۔ (مشرق ۲۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

حضرت مصلح موعود کی خدمات جلیلہ کے تذکرے میں سے میں محض ایک حصہ بتا سکا ہوں۔ آج پھر کشمیر ظلم کی چکی میں پس رہا ہے۔ حیا اور عصمت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ کیا آپ کو روزانہ نیزوں کی انیوں پر چڑھے جسم اور کلاشنکوفوں کے برسٹوں میں اور بندوقوں کی گھن گرج میں پھولوں جیسے معصوم بچوں اور کلیوں جیسی نازک بچیوں کی دلدوز چیخیں سنائی نہیں دے رہیں۔

دوسری طرف بیت المقدس اور لبنان میں طاغوت نصرانیت اور عفریت یہودیت ظلم و بربریت کی یہی داستانیں دہرا رہے ہیں۔ کہیں جنوبی افریقہ کے باشندے اسیر ہیں اور نام نہاد طاقتوں کے پنجہ استبداد و استحصال سے نکلنے کے لئے پوری دنیا کے سامنے نوحہ کناں ہیں۔ اور کہیں بوسینا کے مظلوم سربیا کے درندوں کا تر نوالہ بنے ہوئے ہیں۔

اور ہمارے اسیران راہ مولا ہیں جو محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں مگر کوہ استقامت اور مینار صبر و رضا بنے ہوئے ہیں اور ساری دنیا میں نجانے کتنے ایسے بے گناہ اور معصوم ہوں گے جو در پسِ دیوار زنداں اپنی حیاتیاں بسر کر رہے ہیں۔

پس آج ایک دفعہ پھر دنیا میں اسیروں کا ہجوم ہے اور دوسری طرف خدا نے اسی مصلح موعود کی دعاؤں اور برکتوں کے طفیل آپ ہی کے ایک بیٹے کو ان اسیروں کی نجات کے لئے کھڑا کر دیا ہے اور اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ

"اسیروں کی رستگاری کا تعلق میرے ساتھ بھی ہے"۔

اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا کی رحمت اسیروں کی طرف متوجہ ہو رہی ہے اور خدا کرے وہ دن بھی آئے کہ ایک دفعہ پھر یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہو کہ

"وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"

HOMEO COURSES ہومیو پیتھک کورسز

INTERNATIONAL NAME	قیمت	اردو نام
ASTHMA COURSE	65_00	دمہ کورس
BODY BUILDING COURSE	100_00	باڈی بلڈنگ کورس
DIABETES COURSE	80_00	شوگر کورس
DWARFISHNESS COURSE	100_00	چھوٹا قد کورس
EYESIGHT COURSE	85_00	کمزوری نظر کورس
HYPERTENTION COURSE	180_00	ہائی بلڈ پریشر کورس
KIDNEY STONE COURSE	185_00	پتھری گردہ کورس
LEUCODERMA COURSE	100_00	پھلبہری کورس
MYOPIA COURSE	85_00	کمزوری نظر دور کورس
OBESITY COURSE	75_00	موٹاپا کورس
PILES COURSE	45_00	بواسیر کورس
STERILITY COURSE	100_00	بانجھ پن کورس
T. B. COURSE	50_00	تپدق کورس

ان کے علاوہ ۶۰ ـ ۷ کیور ٹیو ہومیو پیتھک کورسز کا رسالہ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر براہ راست منگوا سکتے ہیں ۔

سٹاکسٹ :ـ

کراچی صدر : صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
کنری : بلال میڈیکل سٹور
ملتان : ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ـ صدر بازار
فیصل آباد : کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
لاہور : شیراز میڈیکل سٹور بوہڑ والا چوک
: کیور ٹیو سٹور ، اچھرہ شاپنگ سنٹر بالمقابل پوسٹ آفس
گوجرانوالہ : حافظ ہومیو پیتھک سٹور سیالکوٹ روڈ اور ہیڈ برج
سیالکوٹ : ڈان ڈرگ ہاؤس ـ ریلوے روڈ
منڈی بہاؤالدین : اسراری دواخانہ کمیٹی بازار
حویلیاں : ہومیو ڈاکٹر عبدالرشید تسلیم ڈاکخانہ روڈ حویلیاں

واہ کینٹ : طیب ہومیو پیتھک کلینک ـ انوار چوک
بہاولپور : طارق ہومیو میڈیسن کمپنی ـ شاہدرہ بہاولپور
میاں چنوں : محمد رفیق ہومیو سٹور نشتر روڈ
کوئٹہ : ہومیو ڈاکٹر منیر الحسن ـ غلام نبی روڈ
پشاور : الشفاء ہومیو سٹور ـ سکندر پورہ
شعیب کارپوریشن کیمسٹ ، ہسپتال روڈ
شیخوپورہ : لاثانی میڈیکل سٹور سرگودھا روڈ
ساہیوال : ڈاکٹر قیصر محمود ـ میاں ہسپتال ، ہائی سٹریٹ
راولپنڈی : جرمن ہومیو لیبارٹریز ـ بوہڑ بازار ـ

کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ ربوہ پاکستان فون ۷۷۱/۶۰۶

Real Appetizer!

Delicious & Spicy

Tomato Ketchup

We don't add water

we add <u>more</u> tomatoes

The largest processors of fresh fruit products in Pakistan —

Shezan International [illegible] Ltd, Bund Road, Lahore

adcom 75-13-86

نہ کُوک کوئلیا کُو کُو کُو تو آگ لگا اِس ساون کو — مَن میرا بیکل بیکل ہے، نیناں ڈھونڈیں مَن بھاون کو

جبتک بھادوں کی جھڑی رہی مَیں بیچ جھروکے کھڑی رہی — برکھا بھی جھر جھر برسے ہے مجھ بِرہن کے کلپاون کو

جب آس کی فصلیں پکتی ہیں اور باس فضا میں رچتی ہے — تو بجلی تڑپن لاگے ہے کھلیان میں آگ لگاون کو

جو بستی پیچھے چھوڑ آئی یادوں میں سمائی رہتی ہے — مَن میرا مچلا جائے ہے پھر اس بستی میں جاون کو

جس تن لاگے سو تن جانے پر پریم نگریا میں یارو! — سب لوگاں دوڑے آتے ہیں دُوجوں کا درد بٹاون کو

اک پیتم واں پہ سوئے ہے نہ مُنہ کھولے نہ بات کرے ہے — پر پریمی پَل پَل جاتے ہیں چرنوں میں پھول چڑھاون کو

اُس دَر کی پجارن کو لوگو کب جگ کا لوبھ لبھائے ہے — کہ رام کی سیتا نجروں میں کب لاوے پاپی راون کو

سب گوپیاں دوڑی آوے تھیں جب کانوں میں یہ بانگ پڑی — کہ کرشن کنہیا آویں گے سُندر رتا رُوپ دکھاون کو

جا دوڑ لپٹ جا سینے سے مَن موہن سامنے بیٹھا ہے — پگلی ہے ساری عمر پڑی گھبراون کو، شرماون کو

یہ وقت کا پنچھی تو آگے سے آگے اُڑتا جائے ہے — جو بیت گیا سو بیت گیا پھر کیا رہوت پچھتاون کو

اِن اُونچے پیڑھے والوں کا اُس وقت تماشا کیا ہوگا — تقدیر کا ڈمرو باجے گا جب نگنی ناچ نچاون کو

کیا رام دوارے جاؤں مَیں پگ پگ یہ ٹھوکر لاگے ہے — ہر جا اِک سُندر مُورت ہے مجھ مُورکھ کے بہکاون کو

لوٹی تو نیناں جَل تھل تھے سینے پہ دُونا بوجھ پڑا — مَیں کس چوپال میں جا بیٹھی تھی اپنا جی بہلاون کو

سر بھاری، پِنڈا دُکھتا ہے، مَن پھوڑا، نظریں گھائل ہیں — وہ کومل ہاتھ ہی چاہیئے ہیں ان زخموں کے سہلاون کو

پی گھر آئیں تو یہ نہ ہو کہ آنگن میں اندھیارا ہو

سو مَن کا تیل نچوڑا ہے نینوں کے دِیپ جلاون کو

صاحبزادی امۃ القدوس

Monthly **KHALID** Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* FEBRUARY 1993